بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

THE WEEKLY BADR QADIAN.
ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳
شمارہ ۴۴

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۔/۷ روپے
ششماہی ۔/۴ ”
ممالک غیر ۔/۸ ”
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۱۰ ر تبوک ۱۳۴۳ ھش | ۴ ر جمادی الاول ۱۳۸۴ھ | ۱۰ ر ستمبر ۱۹۶۴ء

## اخبار احمدیہ

قادیان ۸ ر ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۵ ر ستمبر بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی پسلی کی درد میں بھی افاقہ رہا۔ لیکن حضور کو رات بہت تھوڑی نیند آئی اس وقت بھی بے چینی کی تکلیف ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۸ ر ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ البتہ خود محترم صاحبزادہ صاحب کی طبیعت بخار آنے کے باعث علیل ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم موصوف کو جلد صحت کامل عطا فرمائے۔

آمین ۔

### جماعتہائے احمدیہ ٹانگانیکا مشرقی افریقہ کے دوسرے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

# حضرت امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کا

# ایمان افروز پیغام

محترم چوہدری رشید احمد صاحب سرور مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ٹبورا ٹانگانیکا مشرقی افریقہ اسنے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ جماعت ہائے احمدیہ ٹانگانیکا مشرقی افریقہ کا سالانہ جلسہ ۱۲-۱۳ ستمبر ۱۹۶۴ء کو منعقد ہو رہا ہے اس موقعہ پر اپنا پیغام ارسال فرمائیں چنانچہ موصوف نے جو پیغام ارسال فرمایا ہے اس کی نقل افادۂ احباب کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور بہت سی سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

برادرانِ کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے لئے یہ امر بہت خوشی کا موجب ہے کہ آپ لوگ تمبر میں اپنا دوسرا سالانہ جلسہ منعقد کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی مخلصانہ کوششوں میں برکت ڈالے اور جلسہ کو ہر جہت سے کامیاب فرمائے۔

ہم نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جب قادیان کی اس چھوٹی سی بستی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے حق میں ایک بظاہر کمزور سی آواز اٹھی۔ ہندوستان کے تمام فرقوں کے علماء نے اپنی پوری طاقت سے اس آواز کو دبا دینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ آواز جس کی پشت پر آسمان کی بے پناہ طاقتیں کار فرما تھیں۔ جس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا زبردست ہاتھ تھا۔ بڑھتی اور پھیلتی چلی گئی۔ اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہندوستان کی سرحدوں سے باہر نکل گئی۔

میرے بھائیو!

ہم نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جب قادیان کی اسی گمنام دور افتادہ اور پسماندہ سی اور نہایت چھوٹی سی بستی میں ایک معمولی سے مکان کے کونے میں بیٹھ کر ایک شخص نے یہ دعوے کیا تھا کہ میرا خدا مجھے فرماتا ہے کہ

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

کہاں قادیان کی یہ گمنام بستی اور کہاں زمین کے کنارے! ظاہری نظروں میں یہ ایک ایسی ناممکن بات تھی کہ اس سے زیادہ ناممکن شاید کوئی بات نہ ہو۔ علماء کی فوجیں اس آواز کو دبا دینے پر تلی ہوئی تھیں۔ مخالفتوں کے طوفان اس آواز کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ اور دنیا کی قومیں متحد ہو کر بظاہر خفیف سی آواز کے خلاف صف آراء ہو گئیں۔ مگر وہ آواز اُبھرتی اور بلند ہوتی چلی گئی۔ اور آج جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کو دیکھنے والے لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ آواز واقعی زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے اور دنیا کے ہر گوشے میں اپنا اثر و نفوذ پیدا کر رہی ہے تو اے برادرانِ کرام! اس کی اہمیت و عظمت کا حقیقی اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ اور آپ شاید اندازہ نہ کر سکیں کہ ان کے ایمان کن بلندیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس آواز کو قطعی مخالف حالات میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں سے بلند ہوتے بھی دیکھا اور آج حکومتوں کے ایوانوں سے ٹکراتے ہوئے بھی دیکھ رہے ہیں۔ اور بلا شبہ وہ لوگ خدا کے اس برگزیدہ مسیح موعودؑ کی راستی اور صداقت کا عینی گواہ ہیں۔

آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک مامور کے مشن کو پورا کرنے کے لئے آپ دنیا کے دور افتادہ مقامات پر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عزم کرتے ہوئے صحراؤں اور جنگلوں میں پھر رہے ہیں۔ اور صداقت کی پیاسی روحوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام حق پہنچا رہے ہیں۔ آپ لوگ یقین رکھیں کہ اسلام ایک ابدی صداقت ہے۔ اور ساری دنیا کے لئے قیامت تک اپنے اندر نور و ہدایت کے چشمے رکھتا ہے۔ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کے ذریعہ ساری دنیا کا سیراب ہو جانا مقدر ہو چکا ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ نبوت سے اپنے ایمانوں کی شمعیں روشن کر کے بڑھتے چلے جاؤ کامیابی آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ اور خدا کی نصرت آسمانوں پر آپ کے لئے بے تاب ہے۔

برادرانِ کرام! آپ میں سے وہ لوگ جو اسلام کا پیغام لے کر آپ کے پاس پہنچے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس آسمانی صداقت کو قبول کیا ہے سب کے سب خوش قسمت ہیں۔ کیونکہ آپ سب خدا تعالیٰ کے زبردست نشانوں میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے کہ

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

پس اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے اپنی ایمانی شمعیں روشن کئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے مستفید ہوتے ہوئے آپ لوگ اپنا کام جاری رکھیں۔ یہ کام بڑا مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے ہر حال پورے ہوں گے۔ اور کوئی زمینی طاقت انہیں پورا ہونے سے روک نہیں سکے گی۔

میں آپ سب کو آپ کے سالانہ جلسے کے لئے اپنی طرف سے اور قادیان کے تمام احمدیوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سالانہ جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنائے۔ والسلام

خاکسار۔ عبدالرحمٰن

امیر جماعت احمدیہ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

## تحریکِ وصیت اور ادائیگی زکوٰۃ کے لئے

# شمالی ہندوستان میں مرکزی وفد کا دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری مکرم مرزا عبداللطیف صاحب ... ممبران وفد

(۲)

مورخہ ۱۰/۸/۶۲ کو خانپور ملکی میں پہنچنے کا ذکر قبل ازیں مرسلہ رپورٹ میں آ چکا ہے۔ اس جگہ پانچ روز قیام رہا۔ خدا کے فضل سے اس جگہ ۱۲ وصیتیں ہوئیں۔ چونکہ یہ دیہاتی جماعت تھی اور ان دنوں میں احباب چاول کی کاشت کر رہے تھے۔ اس لئے بہت کم فرصت تھی۔ جوں جوں احباب سے ملتے رہے انہیں وصیتیں کرانے پر آمادہ کرتے رہے۔ اس طرح گو وقت زیادہ لگا مگر خدا کے فضل سے نسبتاً کام اچھا رہا۔ احباب جماعت کے اصرار پر جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے یہیں قیام کرنا پڑا۔ خواتین کو وعظ و تلقین اور وصیت کے بارہ میں افہام و تفہیم کے لئے بعض گھروں پر بھی گئے۔ مکرم بابو عاشق حسین صاحب نے بہتر طور پر تعاون فرمایا اور احباب کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلانے میں ساعی رہے۔

یہاں سے فارغ ہو کر مورخہ ۱۵/۸/۶۲ کو رانچی کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ ایک لمبا سفر ہے۔ رستہ میں گیا کے مقام پر ایک ٹرین چھوٹ گئی جس کی وجہ سے سفر میں بھی کسی قدر تاخیر ہو گئی۔ اسی دوران ہم دونوں کی طبیعتیں خراب رہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ بیک وقت نہیں بلکہ پہلے ایک کی اور اس کے سنبھل جانے کے بعد دوسرے کی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا فضل رہا اور زیادہ تکلیف نہیں بڑھی۔ مورخہ ۱۶/۸/۶۲ کو ہم دس بجے رانچی پہنچ گئے۔ مکرمی محترمی سید محی الدین احمد صاحب وکیل کے مکان پر تشریف لے آئے۔ موصوف کی اپنی طبیعت بعارضہ نسیولہ شدید علیل تھی۔ ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت کامل آرام فرما رہے تھے تاہم ہمارے پہنچنے کی خبر سن کر اپنے کمرے میں ہی بلا لیا۔ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اسی دوران ہم نے اپنے آنے کا مقصد بھی بتایا۔ اور وصیت کرنے کی تحریک کی۔ خدا کے فضل سے انہیں انشراح صدر ہو گیا۔ اور اگلے روز صبح ہی فارم پُر کر دیا گیا۔ اور دستخط کرا لئے۔ رانچی میں مکرم منظور احمد صاحب پال سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اُن کی دکان سے معلوم ہوا کہ وہ ان دنوں کلکتہ گئے ہوئے ہیں۔ مکرمی سید عبدالرحمٰن صاحب معلم وقف جدید کو سلسلہ بستی سے بلا لیا گیا۔ اُن کی معیت میں مغرب کے وقت جناب ڈپٹی محمد ایوب صاحب کے ہاں گئے ... حاضر ہوئے۔ اور اپنے نقطہ نظر پیش

کیا اور انہیں وصیت کر لینے کی تلقین کی۔ موصوف نے وصیت کے بارہ میں بعض قسم کی مشکلات کا ذکر کیا۔ یہ جو آمد کی وصیت بھی کرائی جا رہی ہے اس کی وضاحت طلب کی۔ اُن سے دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ بالآخر نیم رضامند ہو گئے۔ اور مزید طور پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اُنہیں کے مکان پر مکرمی ملک محمد اسمٰعیل صاحب آف پٹنہ بھی آئے ہوئے تھے ان سے ہم پٹنہ میں مل چکے تھے اس لئے یہاں ان سے زیادہ بات چیت نہیں ہوئی۔

رانچی میں وکیل صاحب کو زکوٰۃ کی بھی تحریک کی۔ بالخصوص اندرون خانہ میں مستورات کو اپنے زیورات کی زکوٰۃ دینے کا کہا۔ موصوف نے معلوم کر کے بتایا کہ زکوٰۃ تو دی جاتی ہے لیکن مقامی طور پر ہی خود تقسیم کر دیتے ہیں۔ ہم نے بتایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہر سال زکوٰۃ کی رقم مرکز میں بھیجا کریں۔ ہاں اس کا کچھ حصہ مرکز کی منظوری سے آپ مقامی طور پر خرچ کر سکتے ہیں۔

مورخہ ۱۸/۸/۶۲ کو ساڑھے دس بجے کی بس پر رانچی سے جمشید پور کے لئے روانہ ہوئے۔ مغرب سے ذرا پہلے مکرم سید محمد سلیمان صاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔ رات انہیں کے ہاں قیام کیا۔ چونکہ یہاں کے تمام دوست ٹاٹا کے کارخانہ میں کام کرتے ہیں۔ اور پانچ بجے شام سے قبل کسی کو فرصت نہیں ہوتی۔ اس لئے سارا دن ایسے ہی گزارنا پڑا۔ پانچ بجے سید محمود احمد صاحب سیکرٹری مال آ گئے۔ اُن کے ساتھ مل کر دوستوں سے انفرادی طور پر ملنے گئے۔ مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ جمشید پور کے حکم اور اطلاع سے مکرم مجید صاحب کے مکان پر اس مقصد کے لئے احباب کا اجتماع تھا۔ چنانچہ اس جگہ مغرب و عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھائی گئیں درمیانی وقفہ میں احباب کو اپنے آنے کا مقصد بتایا چونکہ یہاں کی جماعت میں بیشتر احباب ایسے ہیں جن کے نام سینکڑوں روپے بقایا چندہ عام ہے انہیں لازمی چندہ جات میں باقاعدہ اور باشرح ہونے کی تلقین کی۔ یہاں سے چل کر رات ہم دوسرے احباب سے ملنے گئے۔ بارش ہو رہی تھی۔ مگر بارش کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسی طرح بھیگتے احباب سے جا کر ملے ... اور بالآخر ساڑھے گیارہ بجے

واپس صدر صاحب کے مکان پر پہنچے۔ مکرمی صدر صاحب کے ہونے والے بہنوئی نے وصیت کی جس سے فارم پُر کرا لیا گیا۔

مورخہ ۲۰/۸/۶۲ کو صبح نو بجے جمشید پور سے موسیٰ بنی مائینز کے لئے روانہ ہو کر مغرب سے پہلے پہنچ گئے۔ یہاں پر بھی اکثریت ایسے افراد کی ہے جن کے نام لازمی چندہ جات کا کافی بقایا ہے اس لئے انہیں لازمی چندہ جات کے ادا کرنے کی تلقین کی۔ اور ان کی مستورات کو وصیت کرنے کی تحریک کی چنانچہ خدا کے فضل سے معقول تعداد میں خواتین نے لبیک کہا۔ اور اپنی وصیت کے فارم پُر کئے۔

موسیٰ بنی مائینز سے فارغ ہو کر مورخہ ۲۴/۸/۶۲ کو ہم سیلا گھاٹ کے رستہ کلکتہ کے لئے روانہ ہوئے۔ موسیٰ بنی مائینز سے سیلا گھاٹ تک بذریعہ بس سفر کیا۔ سیلا گھاٹ ریلوے سٹیشن کے قریب ایک ندی کو کشتی کے ذریعہ پار کرنا پڑتا ہے۔ بوجہ موسم برسات یہ ندی بہت بڑھی ہوئی تھی چھوٹی سی کشتی پر ملاحوں نے بہت زیادہ سواریاں چڑھا لیں ادھر آسمان پر بادل گھر کر آئے ہوئے تھے ندی خوفناک طور پر تیز بہہ رہی تھی اس میں ہماری چھوٹی سی کشتی اللہ کے سہارے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہوئی۔ اگرچہ تیز بہاؤ کے سبب ندی کے وسط میں آ کر کشتی دور تک پانی کے ساتھ ساتھ بہتی چلی گئی مگر خدا تعالیٰ کے فضل اور ملاحوں کی ہوشیاری اور بیدار مغزی سے [illegible] اور کنارے پہنچ کر آہستہ آہستہ گھاٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ کشتی سے اُتر کر ریلوے سٹیشن گھاٹ سیلا پہنچے۔ گاڑی کچھ وقت بعد آ گئی۔ جس نے ہمیں بسلامت کلکتہ پہنچا دیا۔ ہوڑہ ریلوے سٹیشن سے سیدھے پارک سٹریٹ میں نو تعمیر شدہ مسجد احمدیہ میں آ گئے۔ جہاں محترم مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل سے ملاقات ہوئی۔ تھوڑی دیر یہاں ٹھہرنے کے بعد محترم شیخ محمد حسین صاحب کے دولتکدہ پہ حاضر ہوئے۔ جہاں جماعت کی طرف سے ہمارے قیام کا انتظام کیا گیا تھا مگر بعد ازاں باہمی مشورہ کے تحت بقیہ ایام میں ہمارا مستقل قیام مسجد احمدیہ ہی میں رہا۔

کلکتہ کے احباب جماعت کی قیامگاہیں دور دور فاصلہ پر ہیں۔ اور سبھی کاروباری لوگ ہیں ہر جمعہ اور اتوار کے روز ہی مرکزی مقامات میں اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس لئے یہی فیصلہ کیا گیا کہ انفرادی طور پر احباب سے مل کر اپنے آنے کا مقصد بتایا جائے۔ اور ہر دو تحریکات کی طرف احباب کو متوجہ کیا جائے چنانچہ اس بارہ میں مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے بہترین تعاون فرمایا۔ مقامی احباب کی قیامگاہوں سے اچھی طرح واقف ہونے کے سبب موصوف کی معیت ہمارے

لئے مسرت کا موجب ہوئی۔ پہلے پکڑوں میں ہم نے وصیت فارم تقسیم کئے اور وصیت کے بارہ میں مؤثر رنگ میں تلقین کی اور دوسرے اور تیسرے چکروں میں فارموں کی تکمیل کراتے رہے۔ خدا کے فضل سے ایک معقول تعداد میں احباب جماعت نے وصیت کے فارم پُر کئے۔ بعض نے تو نقد ادائیگی بھی فرما دی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ناقدردانی ہوگی اگر ہم اس موقع پر اُن مخلصین احباب کا شکریہ ادا نہ کریں جنہوں نے فراخدلی سے اپنی کاریں بھی پیش کیں تا مقامی نقل و حرکت میں آسانی رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال و دولت میں برکت دے اور انہیں ہر طرح خوش و خرم رکھے آمین۔

کلکتہ کے احباب سے مل کر ہم نے دیکھا کہ سبھی احباب میں دین کی خدمت اور تبلیغ احمدیت کا خاص جذبہ پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ ان کو مالی لحاظ سے بھی خوشحالی بخشی ہے اس لئے ایسے دوستوں کو نسبتاً و مقابلۃً خدمت و اشاعت دین میں حصہ لینے کا زیادہ موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اخلاص میں برکت ڈالے اور اُن کی مساعی کو قبول فرمائے۔

مورخہ ۳۰/۸/۶۲ بروز اتوار مقامی طور پر مکرم مولانا امینی صاحب نے قرآن کریم کے درس کا دو جگہ انتظام کیا ہوا ہے۔ ایک تو صبح نو بجے جیت پور میں مکرم محمد حسین صاحب کے مکان پر دوسرے بعد نماز عصر مسجد احمدیہ میں۔ چنانچہ عصر کے بعد جب مسجد میں درس القرآن ہو چکا تو مکرم مولوی صاحب موصوف کے اعلان کے مطابق خاکسار محمد حفیظ بقاپوری نے حاضر الوقت احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے پہلے تو اُن کی طرف سے بہترین تعاون اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا نمونہ دکھانے کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد دلنشین پیرایہ میں احباب جماعت کو لازمی چندہ جات کی ادائیگی اور مرکز سے زیادہ سے زیادہ وابستگی اور انفاق فی سبیل اللہ کی طرف توجہ دلائی۔ اور وصیت کرنے کی اہمیت واضح کی۔ جسے احباب نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے سُنا۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ بعض دوست جو ابھی تک وصیت کے بارہ میں کچھ فیصلہ نہ کر سکے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے شرح صدر بخشا اور بعد کے ایام میں اُنہوں نے بھی فارم پُر کر دیئے۔

مورخہ ۳۱/۸/۶۲ اور یکم ستمبر تک اراکین وفد کا قیام کلکتہ ہی میں رہا۔ چونکہ مقررہ پروگرام کے مطابق وفد کے دورہ کا یہ آخری مقام تھا اس لئے اس کے بعد دورہ کا پروگرام ختم ہو گیا۔ بوقت قیام کلکتہ میں محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل سے بھی ملاقات ہوتی رہی۔ آپ کی صحبت علمی لحاظ سے بہت مفید رہی۔ اور اراکین وفد کی معلومات میں اضافہ کا باعث بنتی رہی۔

آخر میں ہم دونوں احباب جماعت کلکتہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے ساتھ محبت الفت اور شفقت کا سلوک کیا بالخصوص یہاں کے سیکرٹری مال مکرم نور عالم صاحب ایم۔ اے خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنے غیر معمولی تعاون سے ہمیں

# خطبہ جمعہ

# اپنے اندر بیداری پیدا کرو۔ اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کردو

## ہر نئے قدم پر نئی تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ ماہ ظہور ۱۳۲۴ہش مطابق ۳۱ اگست ۱۹۴۵ء بمقام بیت الفضل ڈلہوزی

مرتبہ۔ مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
دنیا میں

### کوئی وقت

سہولت اور آہستگی کا ہوتا ہے۔ اور کوئی وقت جلدی اور بھاگ دوڑ کا ہوتا ہے۔ کوئی وقت آدمی کے لئے عاجزی اور انکساری کا ہوتا ہے۔ اور کوئی وقت جرأت اور بہادری کا ہوتا ہے۔ بڑے بڑے بھاری بھرکم آدمی جو بظاہر تکلف کے ساتھ چلتے ہیں۔ جو ہر ایک کام بڑی آہستگی کیساتھ کیا کرتے ہیں۔ اور ہر قدم اس طرح اُٹھاتے ہیں کہ دیکھنے والا سمجھتا ہے۔ کہ زمین اپنی کشش کی وجہ سے ان کو اپنی جگہ سے ہلنے نہیں دیتی۔ جب ایسا موقعہ آجائے۔ کہ آہستگی ان کو خطرہ میں ڈالنے والی ہو۔ اور ان کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ آہستگی سے کام نہیں چلے گا۔ تو وہی لوگ جلدی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اپنی ساری

### سنجیدگی اور تکلفات کی چادر

کو اُٹھا کر ایک طرف پھینک دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک لطیفہ مشہور ہے۔ لکھنؤ اور دہلی کے لوگ بڑے تکلف والے ہوتے ہیں۔ دہلی والے اس بات کے مدعی ہیں کہ تہذیب و تمدن کا جو نمونہ دہلی والے دکھلا سکتے ہیں۔ دوسرے لوگ نہیں دکھلا سکتے۔ اور لکھنؤ والے اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ جو نمونہ تہذیب و تمدن کا لکھنؤ والے دکھا سکتے ہیں۔ دہلی والے نہیں دکھا سکتے۔ عام طور پر

### دہلی والے مرزا کہلاتے ہیں۔ اور لکھنؤ والے میر

کہلاتے ہیں۔ کیونکہ دہلی میں مغلوں کی حکومت تھی۔ اور لکھنؤ میں شیعوں کی۔ لکھنؤ کے نواب سادات میں سے تھے اور دہلی کے بادشاہ مغلوں میں سے۔ اس لئے دہلی کے بڑے بڑے رؤسا ملک میں مرزا کہلاتے تھے۔ اور لکھنؤ کے رؤسا میر کہلاتے تھے اس لئے جب کوئی لطیفہ بنانا ہو۔ اور اسے دہلی یا لکھنؤ والوں کی طرف منسوب کرنا ہو تو دہلی والوں کو مرزا اور لکھنؤ والوں کو میر کہتے تھے۔ اسی طرح کا

### ایک مشہور لطیفہ

ہے۔ کہ ایک اسٹیشن پر دہلی کے مرزا صاحب اور لکھنؤ کے میر صاحب جمع ہو گئے۔ جب گاڑی آئی۔ تو دونوں نے اپنے اپنے شہر کی تہذیب و تمدن کی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی۔ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ مرزا صاحب کہنے لگے قبلہ میر صاحب پہلے آپ تشریف رکھیے۔ میر صاحب کہنے لگے نہیں نہیں میرزا صاحب پہلے آپ تشریف رکھیئے۔ آپ مجھے کیوں کانٹوں میں گھسیٹتے ہیں۔ اسی کھینچ تان میں گاڑی چل پڑی۔ جب گاڑی چلی۔ تو نہ میر صاحب قبلہ باقی رہا۔ اور نہ مرزا صاحب باقی رہا۔ دونوں ایک دوسرے کو دھکے دینے لگے۔ اور ایک نے دوسرے سے پہلے اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ اور جب ایک دوسرے کے راستہ میں حائل ہوئے تو گالی گلوچ تک بھی نوبت پہنچ گئی۔ یہ مثال اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ کہ بعض اوقات انسان کو اپنا

### جھوٹا وقار نازک مواقع پر

ترک کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جو سچی آہستگی اور سہولت ہوتی ہے۔ وہ بھی ایسے موقع پر چھوڑنی پڑتی ہے۔ اور اگر انسان اسے نہ چھوڑے تو ذلیل اور ناکام ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب معاہدہ کے ماتحت

### مکہ میں عمرہ کے لئے

تشریف لے گئے۔ تو وہ بیماریوں کا موسم تھا۔ صحابہؓ کو راستہ میں بخار کا حملہ ہو گیا۔ اور یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ صحابہؓ کے لئے چلنا پھرنا دوبھر ہو گیا۔ حتیٰ کہ ہتھیار اُٹھانے بھی مشکل ہو گئے۔ معاہدہ کے مطابق مکہ کے لوگ جبل ابو قبیس پر چلے گئے تھے۔ اور وہاں کھڑے ہو کر مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے۔ اس وقت جبکہ بعض مسلمانوں کے لئے طواف کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک موقعہ پر ہنستے ہوئے فرمایا

### اللہ تعالےٰ کو تکبر سخت ناپسند ہے

مگر فلاں شخص کی تکبر کی چال اللہ تعالےٰ کو بہت پسند آئی ہے۔ آپؐ نے اس صحابی سے پوچھا کہ تم اکڑ اکڑ کیوں چلتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ کفار جبل ابو قبیس پر بیٹھے ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اور بخار نے ہماری کمر یں توڑ دی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم اچھی طرح چل بھی نہیں سکتے۔ میں ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو۔ کہ ہمیں گرتے پڑتے چلتا دیکھ کر کفار کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اب ہم مسلمانوں کو مار لیں گے۔ اس لئے جب میں اس جہت میں آتا ہوں۔ جہاں سے اہل مکہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں سینہ تان لیتا ہوں۔ اور اکڑ کر چلتا۔ تاکہ انہیں معلوم ہو۔ کہ ہم خواہ کتنے ہی بیمار ہوں۔ اُن کے مقابلہ کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ اب دیکھو خدا تعالےٰ نے اس کی چال کو بہت پسند کیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔

جس طرح افراد کی زندگیوں میں بعض دور آہستگی کے آتے ہیں۔ اور بعض بھاگ دوڑ کے۔ اسی طرح

### قوموں کی زندگیوں پر

بھی مختلف مواقع آتے ہیں۔ کبھی ایسا موقع آتا ہے جب سستی اور غفلت کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اور کبھی ایسا موقع آتا ہے جب سستی اور غفلت کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس بات کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا کہ کمزور مرتے ہیں یا طاقتور یا سارے ہی تباہ ہوتے ہیں۔

### خدا تعالےٰ کا بندہ

جس کے ہاتھ میں اس وقت جماعت کی باگ ڈور ہوتی ہے۔ ہمدردی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت اپنے ماننے والوں کی

### جانیں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے

انہیں مکہ و تشغیل جاتا ہے۔ کہ فلاں کام اس طرح کرو فلاں فلاں کام اس طرح اور اس جماعت کے امام اور رہنما کا فرض ہوتا ہے کہ جس طرح تنور میں لکڑیاں ڈالی جاتی ہیں۔ یا جس طرح دانے بھوننے والا بھٹی میں پتے ڈالتا چلا جاتا ہے اسی طرح وہ لڑائی کے تنور میں اپنی جماعت کو جھونکتا چلا جائے۔ اس وقت اس کے دل میں رحم کا پیدا ہونا خود اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے ظلم ہوتا ہے۔ اور اگر وہ رحم سے کام لے تو وہ رحم رحم نہیں ہوگا بلکہ ظلم ہوگا۔

ابھی پچھلے دنوں مجھے ایک دوست نے لکھا کہ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ

### یتامیٰ اور بیوگان کی خبرگیری

پر باقی کاموں کو چھوڑ کر زیادہ زور دے۔ میں نے انہیں جواب دیا۔ کہ یہ جہاد کا وقت ہے۔ جبکہ ادنیٰ امور کی بجائے اہم امور کو اپنے سامنے رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یتامیٰ اور بیوگان کی خبرگیری کرتے ہیں۔ اور ہماری جماعت قریباً پچاس ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ان پر خرچ کرتی ہے۔ اتنی چھوٹی سی جماعت اپنی دوسری ذمہ داریاں کو ادا کرتے ہوئے اتنی رقم یتیموں مسکینوں اور بیواؤں کے کھانے اور پہننے وغیرہ پر خرچ کر رہی ہے۔ کہ جس کی مثال دوسری قوموں میں نہیں ملتی۔ بعض یتامیٰ کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ بعض کو تعلیم دلائی جاتی ہے اور ان میں سے بعض جو زیادہ ذہین ہوتے ہیں اُن کو کالجوں میں تعلیم دلوائی جاتی ہے۔ اسی طرح جماعت یتامیٰ و مساکین کے لئے غلے کا انتظام کرتی ہے۔ اور یہ ایسا کام ہے کہ دوسری جماعتیں جو ہم سے دس بیس گنا بڑی ہیں وہ بھی ایسا کام نہیں کر رہیں) پس اگر کسی وقت یہ سوال پیدا ہو جائے کہ ہم یتامیٰ کی طرف توجہ کریں یا کمزوری اسلام کے مقابلہ اور احمدیت کی اشاعت کی طرف۔ اور یہ کہ اگر ہم یتامیٰ و مساکین کی طرف توجہ کریں گے تو اسلام کی عمارت کو بلند کرنے کے لئے ہمارے پاس کچھ باقی نہیں رہے گا۔ تو اس

وقت نوجوانوں کی قربانی تو الگ رہی

## یتامیٰ و مساکین کی قربانی

کرنے سے بھی مجھے دریغ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسلام کی اشاعت بہرحال مقدم ہے۔ اور یہ مقصد یتامیٰ و مساکین کی پرورش سے زیادہ اعلیٰ اور بلند ہے۔ غرض ایک وقت قوم پر ایسا آتا ہے۔ جب دوسری ساری چیزوں اور سارے خیالات کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ میں نے پچھلے خطبہ میں بیان کیا تھا کہ

## یہ وقت احمدیت کیلئے نہایت نازک ہے

اور میں نے اس کی مثال بچے کی پیدائش سے دی تھی۔ بچہ کی پیدائش کا وقت بہت نازک وقت ہوتا ہے۔ اگر یہ وقت خیر و عافیت سے گزر جائے۔ تو سارا گھر خوش ہوتا ہے۔ کہ ایک نیا وجود دنیا میں آیا۔ حالانکہ وہ وجود تو اس وقت سے تھا۔ جب ... کا ... اس کے رحم میں گیا۔ بلکہ اس سے بھی پہلے جب وہ نطفہ باپ کی کمر میں تھا۔ اس وقت بھی اس کا وجود ... جو ارتقائی حالتیں ہیں ان میں سے گزر کر اس کا قائم وجود میں آنا حقیقی رنگ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح

## ہماری جماعت کیلئے پیدائش کا وقت

آرہا ہے۔ اور غالباً بیس سال کے عرصہ میں اس پیدائش کا ظہور ہونے والا ہے۔ فرد کی پیدائش کو بہت تھوڑا وقت لگتا ہے۔ بعض ماؤں کو تو صرف ایک دو منٹ درد ہو کر بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض ماؤں کو ایک دو گھنٹے کی درد کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض حالتوں میں تین تین چار چار دن گزر جاتے ہیں۔ اور پھر بچہ پیدا ہوتا ہے مگر

## قوموں کی پیدائش

افراد کی پیدائش کی طرح نہیں ہوتی۔ وہ دنوں اور مہینوں کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ سالوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ عرصہ لگ جاتا ہے۔ مگر بہرحال جیسے ماں کو دردِ زِہ ہوتی ہے تو گھر میں افراتفری پڑ جاتی ہے۔ وہی حالت اس وقت ہماری جماعت کی ہے۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت نے دردِ زِہ پیدا کی ہے۔ اور آئندہ بیس سال کی کوششوں تک خواہ احمدیت کا زندہ یا مردہ بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ ایسے وقت میں دوسرے کسی خیال کو مدنظر نہیں رکھا جا سکتا۔ بلکہ ایک ہی خیال کو مدنظر رکھا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ آئندہ دور خدا تعالیٰ خیر و عافیت سے گزر جائے۔ بس اس وقت ہماری جماعت کے لئے نہایت ہی نازک موقعہ ہے۔ اور یہ قسم کی

## سستی اور غفلت کو دور کرنیکا وقت

ہے۔ وہ لوگ جو سستی اور غفلت سے کام لیں گے ان کا اس بچہ کی پیدائش میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اور جو خوشی بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں انسان دیکھتا ہے اس خوشی میں وہ حصہ دار نہیں ہونگے۔ دنیا میں افراد کے بچے افراد کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ مگر قوم کا بچہ قوم کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اگر احمدیت نے شان و شوکت والی زندگی حاصل کر لی۔ تو ہر احمدی کو اسی پیدائش کی وجہ سے ایک نئی زندگی حاصل ہوگی۔ مگر ساتھ ہی ہر قربانی کرنے والا احمدی اس بچہ (یعنی احمدیت) کی پیدائش کا موجب اور اس کا باپ سمجھا جائے گا۔ یہ

## خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت

ہے۔ کہ افراد اور جماعت میں جو نسبت ہے وہ دوسری چیزوں میں نہیں ملتی۔ اگر ہم غور کریں تو ہر فرد جماعت کا باپ ہوتا ہے۔ اور جماعت افراد کی باپ ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ بغیر افراد کے جماعت نہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ جماعت افراد سے بنتی ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ افراد جماعت سے بنتے ہیں۔ یہ ایک

## عجیب قسم کا دورِ تسلسل

ہے۔ جسے منطقی لوگ ناجائز قرار دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں ہمیں یہ صحیح طور پر نظر آتا ہے۔ جس طرح دنیا آج تک یہ حل نہیں کر سکی کہ مرغی پہلے تھی یا انڈا اسی طرح یہ بھی پتہ نہیں لگا سکتی۔ کہ افراد سے جماعت بنتی ہے یا جماعت سے افراد بنتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر افراد ناقص ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا کہ کامل طور پر جماعت بن جائے اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جماعت ناقص ہو۔ اور افراد اعلیٰ قسم کے بن جائیں۔ جب تک افراد کامل پیدا نہیں ہوتے اس وقت تک جماعت بھی کامل نہیں ہو سکتی اور جب تک جماعت کامل نہیں ہوتی۔ اس وقت تک افراد بھی کامل نہیں ہوتے جتنی آزاد قومیں ہیں۔ ان کو

## عزت کا مقام

ان کے افراد کی وجہ سے حاصل ہے۔ اور جتنی عزتیں افراد کو حاصل ہیں وہ جماعت کی وجہ سے ہیں۔ اگر انگلستان، امریکہ، روس جاپان اور جرمن وہ قربانیاں نہ کرتے۔ جو انہوں نے کیں تو ان کی قوم کو کوئی زندگی حاصل نہ ہوتی۔ اب تو

## جرمنی اور جاپان

پر سیاسی لحاظ سے تباہی آ گئی ہے۔ لیکن قومی طور پر یہ قومیں ابھی زندہ ہیں۔ اگر ان کے افراد قربانیاں نہ کرتے اور ان میں جماعت بندی اور تنظیم نہ ہوتی تو افراد کو جو عزتیں حاصل ہیں وہ بھی حاصل نہ ہوتیں۔ انگلستان کی عزت انگریزوں کی وجہ سے ہے۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کی عزت اس کے افراد کی قربانیوں کی وجہ سے ہے۔ لیکن اس کے افراد کی ساری عزت یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح

## احمدیہ جماعت کی زندگی

اس کے افراد کی وجہ سے ہوگی۔ اور احمدیہ جماعت کے نئے وجود سے افراد کو عزت ملے گی۔ پس یہ وہ وقت ہے جبکہ جماعت ایک وجود کو پیدا کرنے والی ہے۔ اور اس وجود کی پیدائش پر ہر وہ فرد جس نے قربانی کی ہوگی۔ فخر کرے گا یا بالفاظ دیگر وہ جماعت کو پیدا کرنے والا ہوگا۔ اور جماعت اس کو پیدا کرنے والی ہوگی۔ اور اسے ایک نئی پیدائش حاصل ہوگی۔ جو اسے پہلے حاصل نہ تھی۔ افراد اور جماعت کا یہ دورِ تسلسل ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور آئندہ بھی چلتا چلا جائے گا۔ اس نازک موقعہ پر

## ہماری جماعت کی تاریخ میں

جو تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ جماعتی لحاظ سے نہایت عظیم الشان ہے۔ کیونکہ یہ تغیر قلیل عرصہ میں ہوگا۔ اور پھر یہ تغیر ایسے لوگوں کے ذریعہ ہوگا جو دنیا میں بدترین اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ آج دنیا میں مسلمانوں کی حیثیت کیا ہے۔ وہ ہر جگہ ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ کوئی ان کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ آج جرمن اور جاپان شکست خوردہ اور گری ہوئی قومیں ہیں۔ لیکن پھر بھی ان گری ہوئی قوموں کا زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے

## مغربی اقوام

ان گری ہوئی قوموں کا زیادہ خیال رکھتی ہیں انہیں ان گری ہوئی قوموں کی غذا اور دوسری ضروریات زندگی کے پورا کرنے کا زیادہ فکر ہے۔ مگر مصر، شام، عراق، ایران اور ہندوستان کے مسلمانوں کا انہیں کوئی فکر نہیں۔ ایسی قوم میں سے ایسے وجود کا پیدا ہونا کہ دنیا ان کے متعلق یہ کہنے لگ جائے۔ کہ اب ہمیں نظر آتا ہے۔ کہ یہ لوگ

## دنیا پر غالب

آجائیں گے۔ یا کم از کم دنیا میں ایک نمایاں پیدا کر دیں گے۔ کوئی معمولی بات نہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس کے لئے جتنی بھی قربانیاں کی جائیں تھوڑی ہیں۔ عام طور پر لوگوں میں یہ مقولہ مشہور ہے کہ اگر میری

## کھال کے تسمے

بنا کر بھی فلاں کی جوتیوں میں باندھے جائیں۔ تو یہ مجھ پر احسان ہوگا۔ ایسا ہی اگر ہمارے چمڑوں کے تسمے بنائے جائیں۔ اور اسلام کا جو جسم تیار ہو رہا ہے۔ اس کے جوتوں میں باندھے کے کام آجائیں۔ تو یہ ایک ایسی عزت ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ پس

## اپنے اندر بیداری پیدا کرو

اور اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کرو۔ جب ریل گاڑی چلنے والی ہوتی ہے تو جو شخص تیزی سے چلتا ہے۔ وہ گاڑی پر سوار ہو جاتا ہے۔ اور جو سستی سے کام لیتا ہے وہ گاڑی سے رہ جاتا ہے۔ جو لوگ ... چلیں گے وہ وقت پر پہنچ کر گاڑی میں سوار ہو جائیں گے اور عزت حاصل کریں گے اور جو تکلفات میں رہیں گے وہ گاڑی پر سوار نہیں ہو سکیں گے۔ اور ذلیل ہو جائیں گے۔ آخر ہر ایک نے مرنا ہے۔ اور مرتے وقت کوئی آدمی بھی اپنا مال اپنے ساتھ نہیں لے جائے گا۔ جن چیزوں کی دنیا میں قدر ہوتی ہے۔ وہ راحت، آرام، اچھا کھانا پینا اور اچھا پہننا ہے۔ اور یہ چیزیں ایک عرصہ کے بعد انسان کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ مگر جو افراد

## اپنی قوم کی زندگی کیلئے قربانیاں

کرتے ہیں۔ ان کے نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ ہر قوم کی تاریخ میں بڑے بڑے افراد نے جو قربانیاں کی ہیں اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں جو عزتیں ان کو حاصل ہوئی ہیں۔ اگر ان عزتوں کو ان قربانیوں کے مقابلہ میں رکھا جائے۔ تو وہ قربانیاں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں حضرت ابوبکرؓ نے جو قربانیاں کیں۔ یا حضرت عمرؓ نے جو قربانیاں کیں۔ یا حضرت عثمانؓ نے جو قربانیاں کیں۔ یا حضرت علیؓ نے جو قربانیاں کیں وہ بیشک بہت بڑی نظر آتی ہیں لیکن اگر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دوبارہ زندہ ہو جائیں اور دنیا کے گلی کوچوں میں سے گزرتے ہوئے یہ سنیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے یوں فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے یوں فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے یوں فرمایا۔ حضرت علیؓ نے یوں فرمایا۔ اور دوسری طرف وہ یہ دیکھیں کہ کچھ لوگ

ہاتھوں میں لٹھ لئے چلے جا رہے ہیں اور غصہ کی وجہ سے ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں۔ ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا وجہ ہے۔ تو وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ کو فلاں شخص نے بُرا کہا ہے یا حضرت عمر رضؓ کو فلاں شخص نے بُرا کہا ہے یا حضرت عثمان رضؓ کو فلاں شخص نے بُرا کہا ہے یا حضرت علی رضؓ کو فلاں شخص نے بُرا کہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنی قربانیاں ذلیل ترین نظر آنے لگیں گی۔ اور وہ خیال کریں گے کہ ہم نے کوئی قربانی نہیں کی۔ ایک دفعہ

## رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی

شہید ہوئے۔ اور آپ نے ان کے بیٹے کو دیکھا کہ سر نیچے ڈالے ہوئے افسردہ جا رہے ہیں آپؐ نے اس سے پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ شہید ہو گیا ہے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ انکے خیال سے میں متفکر ہوں آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے باپ سے اللہ تعالےٰ نے کیا سلوک کیا ہے۔ اگر تمہیں علم ہوتا تو تم اس طرح افسردہ نہ ہوتے پھر آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے تمہارے باپ کی روح کو اپنے سامنے حاضر کیا۔ اور کہا تم مجھ سے مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا۔ انہوں نے کہا خدایا میری صرف اتنی خواہش ہے کہ

## مجھے دوبارہ زندہ کرکے دنیا میں بھیجا جائے۔

تاکہ میں پھر اسلام کی خدمت کرتا ہوا مارا جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے۔ اور پھر میں مارا جاؤں۔ اور پھر مجھے زندہ کیا جائے۔ اور پھر میں مارا جاؤں۔ میری یہی خواہش ہے کہ بار بار زندہ کیا جاؤں اور بار بار اسلام کی خاطر جان دوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ مجھے اپنی جان ہی کی قسم ہے۔ کہ اگر میں نے یہ عہد نہ کیا ہوتا کہ میں کسی انسان کو دوبارہ

## دنیا میں واپس نہیں بھیجوں گا

تو میں تیری اس خواہش کو ضرور پورا کر دیتا۔ غرض یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کو وقت سے پہلے قربانیاں بھاری اور گراں نظر آتی ہیں۔ ہر طالب علم جو سکول جاتا ہے۔ وہ سکول جانا کتنی مصیبت سمجھتا ہے۔ اسے سبق یاد کرنا پڑتا ہے لکھائی کا کام کرنا پڑتا ہے اور کبھی کبھی کام نہ کرنے پر اسے استاد سے مار بھی کھانی پڑتی ہے۔ لیکن کیا کوئی طالب علم ایسا ہے جس نے بعد میں اپنے سکول کی زندگی پر نظر کی ہو۔ اور اس نے اپنی پہلی زندگی پر افسوس کیا ہو۔ تمہیں کوئی طالب علم بھی ایسا نظر نہیں آئے گا

جو اپنی

## گذشتہ محنت پر افسوس کا اظہار

کرتا ہو۔ بے شک یہ چیزیں تکالیف کا باعث ہوتی ہیں۔ لیکن وہ کامیابیاں جو ان کے نتیجہ میں آتی ہیں دائمی ہوتی ہیں۔ اور وقتی چیز دائمی چیز کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ پس ہماری جماعت کو وقت پہچانتے ہوئے اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری جماعت کے دوستوں نے پہلے بھی اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ لیکن دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

## ہر نئے قدم پر نئی تبدیلی کی ضرورت

ہوتی ہے پہلی تبدیلی اپنے وقت کے ساتھ گزر گئی۔ اور اب پھر نئی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ کل کی قربانی آج کام نہیں آسکتی جس طرح کل کا کھایا ہوا آج کام نہیں آسکتا جماعت کے لئے اب

## ایک نیا دور

آنے والا ہے۔ ایک نیا پھیرا اور ایک نیا چکر ہے جس پر اللہ تعالےٰ نے جماعت کو پھیرنا چاہتا ہے۔ جو اس چکر پر پھرے گا اور جس طرف اللہ تعالےٰ نے موڑنا چاہے گا مڑ جائے گا۔ وہ آنے والے فضلوں کو حاصل کرے گا۔ لیکن جو شخص یہ کہے گا۔ کہ میں بہت سے چکر پہلے کاٹ چکا ہوں اور اب تھک گیا ہوں۔ اس لئے میں یہ چکر نہیں کاٹ سکتا۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی جو یہ کہتا ہو۔ کہ میں نے کل یا پرسوں کھانا کھایا تھا۔ اس لئے آج کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جو شخص زندگی کے ساتھ کھانا ترک کر دیتا ہے وہ زندگی نہیں بلکہ

## موت کا منہ

دیکھتا ہے۔ اسی طرح جو جماعتیں صرف اپنی پچھلی قربانیوں پر انحصار رکھتی ہیں۔ اور آئندہ قربانی کرنے سے رک جاتی ہیں۔ وہ زندگی نہیں بلکہ موت کا منہ دیکھتی ہیں۔

(الفضل ۱۱/۹/۴۵ء)

---

— (جلا لہ) —

آپ کا قومی پرچہ ہے۔ اس کی ہر رنگ میں اعانت کرنا آپ کا اولین فرض ہے۔

(منیجر بدر)

---

# وصیت کریں

ابھی تک جماعت کے کثیر حصہ نے وصیتیں نہیں کیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوستوں نے وصیت کی اہمیت کو نہیں سمجھا اور رسالہ الوصیت کو اچھی طرح نہیں پڑھا بہتر ہوگا کہ ہر جماعت کے عہدیداران رسالہ الوصیت کو بھی کبھی کبھی بطور درس کے مساجد میں سنایا کریں۔ تمام طور پر مساجد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس ہوتا ہے اس میں رسالہ الوصیت کو بھی شامل کریں۔ اس طرح برادری تک یہ آواز پہنچ سکتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں اور مخالفوں کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دیں"

(رسالہ الوصیت صفحہ ۲۶)

پس اب جبکہ شمالی ہند کی اکثر جماعتوں کا تحریک وصیت میں اضافہ کے لئے دورہ ہو چکا ہے۔ میں ان مخلصین کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں جن کو اللہ تعالےٰ نے وصیت کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور باقی احباب سے گذارش کروں گا۔ کہ وہ جلد از جلد وصیت کرکے اللہ کے انعامات کے وارث ہوں

اسی سلسلہ میں یہ بھی گذارش ہے کہ جنوبی ہند کی جماعتوں کا بھی عنقریب دورہ شروع ہونے والا ہے۔ اس لئے عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس دورہ کو زیادہ سے زیادہ کامیاب کرنے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کردیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

---

# درخواستہائے دعا

۱۔ مولوی محمد سلیمان صاحب کشمیری جو ایک مخلص نوجوان ہیں۔ اور نشنگ ماڈل شپ میں ملازم ہیں۔ اپنی مشکلات اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۲۔ مکرم برادرم محمد نصیب صاحب معلوف سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوئٹہ کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اور صحت کمزور رہتی ہے۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

۳۔ مکرم حق محمود صاحب چارکوٹ پونچھ اپنے ایک عزیز کی امتحان میٹرک میں کامیابی اور دینی و دنیوی بہتری کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

# الحاج ملک شہباز — میلکم ایکس

(از مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

آجکل امریکہ سے سیاہ فام لوگوں کے جلوسوں کی خبریں کثرت سے آرہی ہیں۔ کہ قیادت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہ لوگ اپنے بنیادی حقوق کے لئے احتجاجی جلوس نکال رہے ہیں اور موقعہ ملنے پر سفید فام باشندوں کو زدوکوب کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ہارلم (HARLEM) کے متعلق کہتے ہیں جب آج سے تین ماہ قبل ایک نئی سوسائٹی بلڈ برادرز (BLOOD BROTHERS) کے ممبروں نے دو سفید فام آدمیوں کو نہایت بیدردی سے قتل کیا تھا تو امریکہ کے پریس نے ملک شہباز جن کا پہلا نام میلکم ایکس (MALCOLM X) تھا کو مورد الزام ٹھہرایا تھا۔ میلکم ایکس ان دنوں حج سے واپسی پر نائیجیریا کا دورہ کر رہے تھے وہاں جب ان سے اس واقعہ کے متعلق اخبار کے نمائندوں نے استفسار کیا تو انہوں نے صاف لفظوں میں اس واقعہ کی مذمت کی اور کہا کہ ایسی باتوں سے ان کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہ میلکم ایکس یا ملک شہباز کون ہیں؟ ان کا امریکہ کے سیاہ فام باشندوں کے تشدد آمیز رویہ سے کتنا تعلق ہے؟

یہ ایسے سوالات ہیں جن کے جواب دنیا بھر کے لوگ جاننا چاہتے ہیں۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ امریکہ جو کہ دنیا کا امیر ترین ملک ہے اور جو اپنی امدادی سکیموں کے باعث دنیا کے کونے کونے میں اقتصادی اور سیاسی فضا پر اثر انداز ہو رہا ہے اس کا اپنا امن و امان خطرہ میں ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ امریکہ کا اندرونی امن و امان خطرہ میں ہو تو دنیا کے اکثر ممالک اس سے اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

اگرچہ ملک شہباز نائیجیریا میں صرف دو تین دن ٹھہرے تھے۔ اور اس قلیل عرصہ میں وہ صرف ایک یونیورسٹی کے طلباء سے خطاب کر سکے تھے یا اخباری نمائندوں کو مل سکے تھے لیکن ان کا یہ دورہ اس لحاظ سے بہت کامیاب رہا تھا کہ اخبارات کے ذریعہ انہیں اپنے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دور کرنے کا موقعہ مل گیا۔ انہوں نے بہت سا وقت خاکسار کے ساتھ گزارا۔ اور اس طرح خاکسار کو ان کے مذہبی رجحانات اور سیاسی خیالات اور کارکردگی کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ قارئین الفضل سے تعارف کے لئے ملک شہباز کے متعلق چند ایک باتیں درج ذیل ہیں۔

الحاج ملک شہباز اسلام قبول کرنے سے قبل میلکم ایکس کہلاتے تھے [illegible] دنیا انہیں اب بھی اسی نام سے یاد کرتی ہے اور اخباروں میں یہی نام چھپتا ہے) میلکم ان کا ذاتی نام ہے اور ایکس (X) کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ غلاموں کی اولاد ہیں۔ اور یہ معلوم نہیں کہ ان کے آباد اجداد کا قبیلی نام کیا تھا۔ اس لئے وہ اپنا قبیلی نام ایکس (یعنی غیر معلوم) پکارتے ہیں۔ امریکہ کے مسلمانوں کو سفید فام لوگوں نے طنزاً بلیک مسلم (سیاہ فام مسلم) کا نام دے رکھا ہے۔ اور یہ نام اب اتنا مشہور ہو گیا ہے کہ وہ ساری دنیا میں اسی نام سے پکارے جاتے ہیں ان کے بانی "فرد محمد" کے حالات تو افسانوی رنگ اختیار کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان کے موجودہ لیڈر الائی جا محمد (ELIJAH MOHD) ہیں جن کو عام طور پر آنریبل الائی جا محمد کہا جاتا ہے۔ میلکم ایکس انہی کے ذریعے مسلمان ہوئے تھے۔ اور سال رواں کے ابتدائی ایام تک یہ بلیک مسلم موومنٹ کے نہ صرف سرگرم رکن تھے بلکہ آنریبل الائی جا محمد کے دست راست سمجھے جاتے تھے اور شعلہ نوا مقرر ہونے کی حیثیت سے عالمگیر شہرت کے مالک تھے۔ امریکہ کے مشہور ترین رسالوں ٹائم (TIME) اور لائف (LIFE) نے ان کے متعلق متعدد مضامین شائع کئے ہیں اور ان کو سفید فام لوگوں کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا ہے۔ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر ان کے (میلکم ایکس) کے ہاتھ میں طاقت آ جائے تو سفید فام بچے اپنے کھلونوں سمیت دہکتے تنوروں میں جھونک دیئے جائیں۔

اب چار پانچ ماہ سے ملک شہباز نے الائی جا محمد سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے ان کا کہنا ہے کہ الائی جا محمد موومنٹ مذہبی اور روحانی طور پر تو امریکہ کے سیاہ فام باشندوں کے لئے بہت کچھ کرتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کے معدے خالی ہیں اور جو لوگ اپنے بنیادی حقوق کو پاؤں تلے مسلتے دیکھ رہے ہیں وہ کس طرح صرف مذہبیت یا روحانیت سے مطمئن ہو سکتے ہیں

نائیجیریا میں قیام کے دوران ایک شام وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مشن ہاؤس میں آئے اور رات کا کھانا کھایا اس موقعہ پر ان کے مذہبی رجحانات اور سیاسی خیالات کا جائزہ لینے کا موقعہ ملا۔ لیکن ذرا زیادہ تفصیل سے بات کرنے کے لئے خاکسار نے ان سے اخباری رنگ میں ایک انٹرویو کرنے کے لئے بھی ان کے ہوٹل میں انتظام کیا۔

جس وقت میں اور میرے رفقائے کار (مکرم مولوی نصیر الدین احمد صاحب برادرم مولوی منیر احمد صاحب عارف اور برادرم لطیف احمد صاحب افضل) ہوٹل میں ان سے ملنے کے لئے گئے تو امریکہ کے رسالہ نیوز ویک کا نمائندہ ان سے انٹرویو کر رہا تھا۔ اور وہ اسی بات پر زور دے رہا تھا کہ "بلڈ برادرز" (خونی بھائی۔ ایک نئی سوسائٹی کا نام) کے ساتھ ان کا ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ کہ اگرچہ وہ سیاہ فام باشندوں کو ان کے بنیادی حقوق دلانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ لیکن تشدد سے انہیں دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اس گفتگو کے دوران گاہے گاہے وہ یہ بھی کہہ جاتے تھے کہ آپ لوگ اس بات کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتے کہ سفید فام لوگوں نے سیاہ فام نسل پر ایک لمبے عرصہ تک ظلم و ستم ڈھائے ہیں ان کو ہر طرح کی تکالیف دی ہیں۔ حتیٰ کہ آگ میں زندہ بھی جلایا ہے لیکن اسے کبھی کسی نے تشدد کے نام سے یاد نہیں کیا اور اب جبکہ سیاہ فام لوگوں نے اپنی بیداری کا ثبوت دینا شروع کیا ہے تو ساری دنیا چلا اٹھی ہے کہ سیاہ فام لوگ تشدد پر اتر آئے ہیں۔

خاکسار نے زیادہ تر مذہب کے متعلق ان سے سوالات پوچھے چونکہ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ وہ اپنے بانی۔ فرد محمد (FARD MOHD) کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں۔ اور آنریبل الائی جا محمد کو شرعی نبی کا۔ اور یہ دونوں باتیں مسلمانوں پر نہایت ناگوار گذرتی ہیں۔ میں نے سب سے پہلے اس کے متعلق انہیں وضاحت کے لئے کہا۔ ملک شہباز یہ سوال سنتے ہی جوش میں آ گئے۔ اور اپنے مخصوص انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے۔ "یہ سب کچھ غلط ہے میں ہرگز یہ نہیں مانتا۔ میں سیدھا سادھا مسلمان ہوں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میں ابھی ابھی حج کر کے واپس آیا ہوں میرے ایمان کا محور تو اشھد ان لا اله الا الله واشھد ان محمد رسول الله ہے۔ میں کسی انسان کے متعلق یہ نہیں مانتا کہ اس میں خدا تعالیٰ نے حلول کیا ہے اور نہ ہی کسی کو نبی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد شرعی نبی مانتا ہوں"۔

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اپنا یہ عقیدہ پیش کرنے کے باوجود وہ اس بات پر بھی زور دے رہے تھے کہ اگر الائی جا محمد کے پیروکار فرد محمد کو خدا تعالےٰ اور الائی جا محمد کی نبوت پر یقین رکھتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ ان عقائد کو بھی دلائل کے ساتھ صحیح ثابت کر سکتے ہیں۔ اگرچہ میرے اصرار کے باوجود انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی دلیل پیش نہ کی۔

آنریبل الائی جا محمد سے علیحدگی اور ایک نئی موومنٹ کے اجراء کے متعلق انہوں نے بتایا کہ ان کی علیحدگی کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اب وہ ان سے تعاون نہیں کرتے یا ان کے احکام

> حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ صرف اور صرف احمدیہ جماعت ہی کر رہی ہے۔ احمدیہ جماعت کی کوششیں نہایت مخلصانہ ہیں اسلئے انکی جدوجہد حد درجہ کامیاب ہے۔ (ملک شہباز)

کی تعمیل نہیں کرتے۔ علیحدگی کا صرف یہ مطلب ہے کہ چونکہ وہ (الائی جا محمد) صرف مذہبیت اور روحانیت پر زور دیتے ہیں اور مفلوک الحال لوگوں کے لئے کسی قسم کی جدوجہد نہیں کرتے اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ زندگی کے اس پہلو کی طرف بھی توجہ کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے حصول کے لئے ایک الگ نظام قائم کر لیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ پھر جوش میں آ گئے اور کہنے لگے "کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ سیاہ فام امریکی کس غربت کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور کیا آپ اس بات کی طرف توجہ نہیں دیتے کہ فی زمانہ۔ اور غالباً ہر زمانہ ہی میں ایسا ہوتا رہا ہوگا۔ جب تک معدے پر نہ ہوں اور آپ کے پاس کافی دولت نہ ہو لوگ آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے۔ میں چاہتا ہوں کہ سیاہ فام امریکیوں کی آواز دنیا کے کونے کونے میں سنی جائے اور امریکی حکومت خاطر خواہ طریق پر آواز پر کان دھرے اور اس بات کا عملی ثبوت دے کہ وہ سیاہ فام اور سفید فام امریکیوں کو برابر سمجھتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے — جنہیں سیاہ فام مسلمان کہا جاتا ہے — یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم جلد ہی اپنی زندگیوں کو اس حد تک بدل سکتے ہیں کہ سفید فام لوگ ایک لمبے عرصہ تک کوشش کرنے کے باوجود بھی اس معیار تک نہیں پہنچ سکے۔ انہوں نے بتایا کہ ہر وہ شخص جو ہمارے ساتھ شامل ہوتا ہے وہ ہر نشے کام اور ہر غیر اسلامی عادت سے یکسر منہ موڑ لیتا ہے۔

اس ساری گفتگو کے دوران ایک بات جو میرے لئے خاص طور پر دلچسپی کا باعث ثابت ہوئی وہ یہ تھی کہ انہوں نے بتایا کہ جب وہ شروع شروع میں کسی ناکردہ "گناہ" کے نتیجہ میں قید و بند کی مشقت جھیل رہے تھے تو ایک احمدی دوست — عبد الحمید صاحب — جیل خانہ میں آ کر انہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا کرتے تھے۔ اور یہ کہ انہوں نے نماز بھی انہی عبد الحمید سے سیکھی تھی۔

میں نے آخری سوال احمدیت کے متعلق پوچھا جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ "اگرچہ مصری لوگ پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ ان کے مبلغ بھی خدمت دین میں مصروف ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ صرف اور صرف

# لائبیریا مغربی افریقہ میں احمدیہ مشن کی مساعی

## ۱۸ افراد کا قبولِ اسلام ٭ وائی ایم سی اے ہال میں تقاریر ٭ عیدین کی تقاریب
## منروویا کے محلہ جات میں تبلیغ ٭ تقسیم لٹریچر اور صدر حکومت کی پریس کانفرنس میں شمولیت
## تبلیغ بذریعہ انفرادی ملاقات، لیکچرز

از مکرم مبارک احمد صاحب ساقی انچارج احمدیہ مشن لائبیریا۔ مغربی افریقہ

عرصہ زیر رپورٹ میں وائی ایم سی اے ہال منروویا میں متعدد بار اسلام کے متعلق مختلف مضامین پر تقریر کا موقع ملا۔ کچھ عرصہ ہوا خاکسار کی تحریک پر یہاں چند پڑھے لکھے نوجوانوں نے مسلم وائز ایسوسی ایشن کے نام سے ایک سوسائٹی قائم کی۔ خاکسار اس کا چیئرمین تھا۔ چنانچہ اتوار کے روز میٹنگ ہوتی رہی جس میں خاکسار ہر دفعہ اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کرتا تھا اور اس کے بعد سوالات ہوتے تھے۔ ان اجلاسوں میں مسلمان نوجوانوں کے علاوہ عیسائی دوست بھی آتے رہے چنانچہ ایک دفعہ بیروت کے ڈنس ڈ کے سیلز مین بھی آئے اور متعدد مسائل پر تبادلہ خیالات ہوا۔ ہماری ان مباحثات اور میٹنگوں کی خبر ریڈیو پر بھی نشر کی جاتی رہی۔

### عیدین کی تقاریب

عیدالفطر اور عید الاضحیٰ دونوں تقاریب بہت کامیاب رہیں۔ احباب جماعت کے علاوہ متعدد غیر از جماعت دوستوں نے بھی نمازوں میں شرکت کی۔ عید سے قبل روزوں کے ایام میں بھی غیر از جماعت دوست افطاری کے لئے مشن ہاؤس آتے رہے۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد ریاض احادیث النبی کا درس دیا جاتا رہا جس میں حاضرین نے کافی دلچسپی لی۔

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ریڈیو لائبیریا کے نمائندہ نے خاکسار کا انٹرویو نشر کیا۔ یہ انٹرویو تقریباً دس منٹ کا تھا جس میں انہوں نے خاکسار سے عید الاضحیٰ کی تقریب کے بارہ میں متعدد سوالات کئے۔ قربانی کے مسئلہ کی ادائیگی کے بارہ میں بھی استفسار کیا۔ بالآخر انہوں نے نماز جمعہ کی اہمیت، وقت اور دیگر متعلقہ امور کے متعلق خاکسار کو کچھ تفصیل بیان کرنے کے لئے کہا۔ اختتام پر انہوں نے کہا کہ جب بھی کوئی دیگر اسلامی تقریب ہو تو خاکسار ان کو مطلع کرے۔ وہ اس کے نشر کا اہتمام کریں گے۔

### ملیشیا کے وزیر اعظم سے ملاقات

ملیشیا کے وزیر اعظم چند روز کے دورہ پر لائبیریا آئے۔ انہوں نے پریس کانفرنس بلائی جس میں خاکسار نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کے اختتام پر ان کی پارٹی کے ایک ممبر نے مجھے علیحدہ لے جا کر کہا کہ میں نے منروویا کے ڈاکخانہ میں آپ کے مشن کی طرف سے شائع شدہ کتب کا ایک نوٹس پڑھا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ لوگ یہاں تبلیغ اسلام میں معروف ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ میں احمدیت سے بہت متاثر ہوں۔ ایک دفعہ میرے والد نے مجھے کوالالمپور میں ایک بزرگ احمدی کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ میں ان کے درس میں شرکت کروں۔ چنانچہ اس درس میں شمولیت کے ذریعہ مجھے آپ کی جماعت کا علم ہوا۔ انہوں نے بعض کتب کے حصول کی خواہش کی۔ چنانچہ خاکسار نے وہ کتب ان کو بھجوا دیں۔ یہ صاحب ملیشیا کی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔

### مشرقی افریقہ کے ایک مسلمان لیڈر کی لائبیریا میں آمد

مشرقی افریقہ کے ایک مسلمان لیڈر حاجی علی سنیڈا (Ali Senada) چند روز کے دورہ پر منروویا آئے۔ انہوں نے یہاں پہنچنے کے ساتھ ہی ایک پریس کانفرنس بلائی۔ چونکہ ان کو انگریزی زبان سے پوری واقفیت نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے عربی میں بیان دیا۔ جس کا ترجمہ خاکسار نے کیا۔ پریس کانفرنس میں انہوں نے بتایا کہ ان کی پارٹی مشرقی افریقہ میں مسلمانوں کی بہبودی کی خاطر قائم ہوئی ہے۔ انہوں نے اس وقت تک مختلف ممالک سے ساٹھ سے زیادہ وظائف حاصل کئے ہیں۔ اور اب مسلمان طلباء کو ان ممالک میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ مشرقی افریقہ میں مسلمانوں کی حالت بہت پست ہے۔ اسمبلی میں ان کی کوئی نمائندگی نہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ لائبیریا کی حکومت نے ان کو پانچ وظائف دیئے ہیں۔ پریس کانفرنس کے دوران ایک صحافی نے پوچھا کہ آپ کے ملک میں احمدیہ مشن موجود ہے اس کے بارہ میں آپ کا خیال ہے۔ حاجی سنیڈا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ میں احمدیت کے شدید ترین مخالفین میں سے تھا لیکن جب سے میں نے دنیا کے مختلف ممالک کا دورہ کیا ہے۔ اور متعدد مقامات پر احمدیہ جماعت کے کام کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ صرف یہی ایک جماعت ہے جو صحیح معنوں میں اسلام کی خدمت کر رہی ہے۔

حاجی علی سنیڈا نے اپنے قیام کے دوران یہاں کی سنٹرل مسجد میں متعدد بار لیکچر دیئے۔ اور یہاں کے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی۔

### سکول میں تقریر

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار نے یہاں کے ایک گورنمنٹ سکول میں تقریر کی۔ خاکسار نے اولاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

> میں احمدیت کے شدید ترین مخالفین میں تھا لیکن جب سے میں نے دنیا کے مختلف ممالک کا دورہ کیا ہے اور متعدد مقامات پر احمدیہ جماعت کے کام کو خود دیکھنے کا موقعہ ملا ہے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ صرف یہی ایک جماعت ہے جو دنیا میں صحیح معنوں میں اسلام کی خدمت کر رہی ہے
>
> (ایک افریقن مسلمان لیڈر)

سوانح عمری بیان کی اور اس کے بعد اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں کو باختصار بیان کیا۔ طلباء نے بہت دلچسپی لی چنانچہ تقریر کے اختتام پر انہوں نے متعدد سوالات کئے۔ جو حسب ذیل نوعیت کے تھے۔

(۱) مسلمان نماز پڑھتے وقت کعبہ کی طرف کیوں منہ کرتے ہیں۔

(۲) مسجد میں جوتیاں لے جانے کی اجازت کیوں نہیں دی جاتی۔

(۳) نماز کی ادائیگی سے قبل ہاتھ اور منہ کیوں دھوئے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

تقریر کے اختتام پر خاکسار نے سکول کے ہیڈ ماسٹر کو لائف آف محمدؐ کی ایک کاپی برائے لائبریری دی۔ اور طلباء کو کہا کہ اگر وہ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں تو مشن ہاؤس آ کر ملیں۔ ایک طالب علم نے وہاں ہی اعلان کر دیا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ خاکسار نے ان کو مشن ہاؤس آنے کو کہا اور بتایا کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اسلام کو اچھی طرح سے سمجھ لے۔ اور اس کے بعد فیصلہ کرے

### منروویا کے محلہ جات میں تبلیغ

خاکسار ہر اتوار کو بالخصوص اور دیگر ایام میں بھی منروویا شہر کے مختلف محلہ جات میں جا کر تبلیغ کا کام کرتا رہا۔ ان میں سے خاص طور پر قابلِ ذکر منروویا کی بندرگاہ ہے۔ یہاں پر کام کرنے والے کلرکوں اور دیگر آفیسروں سے زبانی گفتگو کے علاوہ لٹریچر بھی تقسیم کیا جاتا رہا۔ چونکہ اتوار کے روز کام زیادہ نہیں ہوتا۔ اس لئے پورٹ پر کام کرنے والے ملازمین سے بات چیت کرنے کا اچھا موقعہ مل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ مال کے دفتر میں جہاں پر تقریباً پانچ سو سے زائد افراد کام کرتے ہیں مجھے کئی بار جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں لٹریچر تقسیم کیا جاتا رہا۔ اور بارہ نے آدھ گھنٹہ کی رخصت کے وقت زبانی گفتگو کی جاتی رہی۔ منروویا کے ایک

---

(بقیہ صفحہ ۶)

احمدیہ جماعت ہی کر رہی ہے احمدیہ جماعت کی کوششیں نہایت مخلصانہ ہیں اس لئے ان کی جد وجہد حد درجہ کامیاب ہے۔

مصر سے روزان کی اپنی خواہش کے مطابق ہمیں نیگروں کے مقامی بادشاہ (LEADERS) سے ملاقات کے لئے لے گیا۔ اس ملاقات کے دوران احمدیوں کی اسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں خدمات سیاہ فام اور سفید فام لوگوں کی برابری ہمدری کے منبر پاکستان کو کھلے دعوے کہ وہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں زیر بحث آئے۔

الحاج ملک شہباز نے یہ بھی بتایا کہ چند روز تک باکسنگ (BOXING) کے چیمپئن محمد علی (سابق نام کیسیس کلے) مغربی افریقہ کا دورہ کریں گے۔ چنانچہ جب وہ نائیجیریا آئے تو ان کی خدمت میں قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا گیا۔ اس تقریب کی خبر اخباروں نے چھاپی۔ ریڈیو نے براڈکاسٹ کی۔ اور ٹیلی ویژن نے بھی اپنے پروگرام میں شامل کیا

یہ بھی الحاج ملک شہباز جو میلکم ایکس MALCOM X کے نام سے مشہور ہیں۔

علاقہ میں جا کر وہاں بعض طلبا سے تبادلہ خیالات کیا۔ اور انہیں مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی گئی۔

ہماری جماعت کے ایک دوست نے اپنے گھر ایک تبادلہ خیالات کا انتظام کیا خاکسار کے وہاں پہنچنے پر انہوں نے اپنے ہمسایوں کو جمع کیا۔ خاکسار نے اسلام کی خوبیوں کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ آپ بطور مسیح ثانی آئے ہیں۔ اس پر ایک عیسائی نے بعض سوالات پوچھے۔ ابھی ہماری گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ بیرداہ ولمنس فرقہ کے ایک مبلغ بھی آگئے۔ چنانچہ کافی دیر تک تبادلہ خیالات جاری رہا۔

منروویا سے باہر ایک مقام میں جہاں ہماری جماعت قائم ہے جا کر نماز جمعہ ادا کی۔ خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پچاس سالہ خلافت کے دور اور آپ کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ، قرآن مجید کے تراجم کی [illegible] کی اشاعت اور متعدد مساجد اور مشنوں کا تعمیر کا ذکر کیا اور احباب کو حضور ایدہ اللہ کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھنے کی تلقین کی۔ اسی طرح عرصہ زیر رپورٹ میں یونیورسٹی آف لائبیریا کے بعض طلباء کو چائے پر بلایا اور ان سے تبادلہ خیالات کیا۔

## پریس کانفرنس میں سہولت

لائبیریا کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر ولیم ٹب مین ہفتہ وار پریس کانفرنس بلاتے ہیں۔ خاکسار نے بھی ان میں شرکت کی۔ ان میں دیگر امور کے علاوہ بعض دفعہ مذہبی معاملات کے متعلق بھی گفتگو چھڑ جاتی ہے۔ گزشتہ ایک رپورٹ میں لکھ چکا ہوں۔ منروویا کے ایک اخبار میں شائع ہوا تھا کہ ایک عورت تین دن تک مری رہنے کے بعد ایک عیسائی پادری کی دعاؤں سے زندہ ہو گئی۔ خاکسار نے پادری صاحب کو چیلنج کیا۔ یہ چیلنج بھی اخبارات میں شائع ہوا۔ جب پریس کانفرنس ہوئی تو وہاں بھی اس کا ذکر چل پڑا۔ اور خاکسار کو اسلامی نقطۂ نظر بیان کرنے کا موقع مل گیا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو جمعہ کے روز دو گھنٹہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے رخصت دیئے جانے کا سوال بھی خاکسار نے پریس کانفرنس میں اٹھایا تھا۔ جس کے نتیجہ میں پریذیڈنٹ نے آرڈر جاری کیا کہ مسلمانوں کو روز جمعہ دفتروں اور دیگر گورنمنٹ ایجنسیوں سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ایک گھنٹہ رخصت کی اجازت ہوگی۔

## گورنمنٹ ہاؤس کا افتتاح

امسال لائبیریا گورنمنٹ نے پندرہ ملین ڈالر صرف کر کے ایک عمدہ اور خوبصورت گورنمنٹ ہاؤس تیار کرایا۔ ماہ جنوری میں اس کا افتتاح ہوا۔ اس موقعہ پر حکومت نے بیرونی ممالک سے بھی بعض نمائندگان کو بلایا تھا۔ افتتاح کی رسم کو بہت شاندار طریق سے ادا کیا گیا۔ ہزارہا لوگ گورنمنٹ ہاؤس کے ارد گرد جمع تھے۔ اور خاص الخاص اشخاص کو بلڈنگ کے اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ افتتاح سے تقریباً تین ہفتے قبل پریذیڈنٹ آف لائبیریا نے چار مذہبی لیڈروں کو بلایا (مسلمانوں کی طرف سے خاکسار نے نمائندگی کی) اور کہا کہ وہ افتتاح کے روز تمام مذہبی فرقوں سے دعا کرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس کا اہتمام کیا گیا۔ افتتاح کے روز اول عیسائیوں نے اپنا پروگرام پیش کیا۔ اس کے بعد بہائیوں کی نمائندہ سوسائٹی اور اس کے بعد مسلمانوں کی باری تھی۔ سب سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت ہوئی۔ اس کے بعد خاکسار نے تقریر کی اور اس کے بعد چیف امام منروویا نے دعا کرائی۔

دوسری تقریب ماہ جنوری میں منعقد ہوئی اس روز مسلمانوں نے پریذیڈنٹ اور وائس پریذیڈنٹ کو ان کے الیکشن میں کامیاب ہونے کی مبارکباد پیش کی۔ اور ساتھ ہی اپنی طرف سے دونوں کو تحائف بھی دیئے۔ اس موقعہ پر جو پروگرام ہوا اس میں خاکسار نے افتتاحی دعا پڑھی۔ ایک دوست نے انگریزی زبان میں ایڈریس پیش کیا۔ پریذیڈنٹ نے بھی مختصر سی تقریر کی اور کہا کہ وہ اسلام سے بہت متاثر ہیں بالخصوص اس لئے کہ اکثر مسلمان اپنا وقت نمازوں اور خدا کی یاد میں صرف کرتے ہیں۔

## متفرقات

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار کو مختلف تقریبات میں شمولیت کا موقع ملا۔ ایک پارٹی برطانیہ کے ہائی کمشنر مقیم لائبیریا نے ملکہ الزبتھ کے یوم پیدائش کے موقع پر دی۔ اس روز یونیورسٹی آف لائبیریا کے بعض پروفیسروں سے ملاقات ہوئی۔ اور نائیجیریا کے چند نوجوانوں کو مشن سے متعارف کیا۔ اسی طرح پریذیڈنٹ کی طرف سے بیرونی ممالک سے آنے والے چیدہ چیدہ اشخاص کے اعزاز میں مختلف مواقع پر استقبالیہ دعوتوں کا انتظام کیا جاتا رہا۔ ان مواقع پر پریذیڈنٹ ہمارے مشن کو بھی ان تقاریب میں شمولیت کی دعوت دیتے رہے۔ چنانچہ خاکسار نے ایسے اکثر مواقع پر شمولیت اختیار کی اور اس طرح بہت سے اصحاب کو ملنے اور ان سے تبادلہ خیالات کا موقع میسر آتا رہا۔

## بیعتیں

عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۸ افراد ایک علاقہ NIMBA سے جماعت میں شامل ہوئے اللہ تعالیٰ ہر مبایعین کو استقامت بخشے۔

# محترم سیٹھ محمد عبد الحئی صاحب مرحوم کی ایک یادداشت

مرسلہ مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص خادم اور جماعت احمدیہ یادگیر کے سابق امیر محترم سیٹھ محمد عبد الحئی صاحب مرحوم جن کا انتقال مورخہ ۲۰ر اگست ۶۴ء کو ہوا گونا گوں خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ کو اپنی زندگی کے مختلف شعبوں میں بھی بحیثیت ایک تاجر۔ مالک کارخانہ جات، نگران خاندان اور امیر جماعت خدا تعالیٰ نے نمایاں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ اور آپ کے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت شامل حال تھی۔

آپ کے دیگر اوصاف حمیدہ میں سے سب سے زیادہ مجھے جو بات اثر کر گئی ہے وہ آپ کا انداز تربیت ہے۔ نہ صرف آپ صحیح معنوں میں ایک مخلص احمدی اور متقی پرہیزگار تھے بلکہ اپنی اولاد دیگر اہل خاندان اور افراد جماعت کے اندر بھی خشیت اللہ اور محبت الٰہی اور عشق رسول صلعم اور سلسلہ کے ساتھ انتہائی خلوص پیدا کرنے میں دن رات ہمہ تن مصروف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت یادگیر میں ایک روحانی ماحول اور پر سکون زندگی پیدا کرنے میں خدا تعالیٰ نے آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔

ذیل میں موصوف کا ایک یادداشت جو کہ اپنے فرزند عبد الصمد صاحب کے نام جو ان دنوں آپ ہی کی صحبت اور تیمارداری میں رہتے تھے۔ اپنی وفات سے صرف ۱۲ دن قبل تحریر فرمائی تھی نقل کی جاتی ہے۔ اس یادداشت سے ہی محترم کی تربیت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ اپنی اولاد کے اندر تقویٰ اور خشیت الٰہی پیدا کرنے میں آپ کا کتنا خیال ہے۔ آپ اولاد میں ایک معمولی لغزش یا غفلت بھی دیکھنا پسند نہ فرماتے بلکہ فوراً ٹوک لیتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اولاد، افراد خاندان اور تمام افراد جماعت کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

"یادداشت"

برائے عبد الصمد

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

انسانی زندگی کے لئے اچھے دوست اور اچھے ماحول کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اتنا ضرور یاد رکھیں خیر الامور اوسطہا یعنی میانہ روی بہتر کا موجب ہوتی ہے۔ اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اپنے حد سے جو بڑھا اس کی خرابی آئی
خاک پر لوٹتے ہیں یار کے گیسو بڑھ کر

لہٰذا آپ دوستی کا دائرہ بڑھانے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ آپ کا سارا وقت حتیٰ کہ نمازوں کا وقت بھی دوستوں کی مجلس میں خرچ ہوگا۔

نمبر ۲۔ حدیث میں آتا ہے سینہ تان کر چلنا۔ زمین پر پیر مار کر چلنا اور مونچھ تانا منع ہے کیونکہ آہستہ آہستہ تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ جو بات خدا کو اور اس کے رسول کو پسند نہ ہو اور اسی کو آسانی سے چھوڑ سکتے ہیں تو فوراً ہی چھوڑ دینا چاہیئے۔

اب خوب یاد رکھنا تکبر بہت بڑا گناہ ہے جس کو خدا نہیں بخشتا۔

نمبر ۳۔ قرآن مجید کی تلاوت اور دینی کتب کا مطالعہ تقویٰ پیدا کرتا ہے ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ سے پیدا ہر بات تو دین اور دنیا سنور جاتی ہے اور مستقبل شاندار بن جاتا ہے جس سے دونوں جہانوں میں آرام ملتا ہے۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا فقرات کو بار بار پڑھیں اور مجھے جواب دیں۔

محمد عبد الحئی

مورخہ ۲۰ر جولائی ۶۴ء

## درخواست دعا

میرے والد محترم محمد سلیمان صاحب پرانشل امیر صوبہ بہار جمعہ کی نماز پڑھانے کی غرض سے تاکی (جہاں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے) جا رہے تھے کہ راستہ میں موٹر کے حادثہ کا شکار ہو گئے۔ آپ کی پیشانی پر کافی چوٹ آئی ہے اور خون بھی کافی مقدار میں بہہ نکلا ہے۔ ڈاکٹر نے ٹانکا لگا دیا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق ہڈی محفوظ ہے مگر خون نکل جانے کی وجہ سے کافی ضعف پیدا ہو گیا ہے اور چہرے پر اس وقت کافی ورم بھی ہے۔ لہٰذا تمام بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے والہانہ درخواست ہے کہ والد صاحب کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار ناصر احمد جمشید پور بہار

# پادری بلی گراہم کی ایک غلط بیانی اور بحث سے گریز

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ حال سنگاپور

مکرم مولوی نسیم سیفی صاحب نے ڈاکٹر بلی گراہم کے دورۂ افریقہ کے عجیب حالات کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب کی کتاب " Peace with God " میں مذکورہ ان کے اس دعوے کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ

" قرآن کریم کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیے اس میں کہیں بھی کسی پیشگوئی کا ذکر نہیں ہے"

اور پھر اس پر مناظرہ سے ان کے فرار کی عجیب تفصیل سے آگاہ فرمایا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر قارئین کرام کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ڈاکٹر بلی گراہم اس وقت امریکہ سے سب سے پہلے سیدھے منروویا (لائبیریا) میں آئے تھے اور وہاں بھی انہوں نے اپنا پبلک تقریر میں بائیبل کا دیگر مذہبی کتب سے موازنہ کرتے ہوئے کئی ہزار کے مجمع میں یہ اعلان یا چیلنج کیا تھا کہ

"میں نے قرآن کریم کو شروع سے آخر تک پڑھا ہے۔ اس میں کہیں انسان یا دنیا کے مستقبل وغیرہ کے متعلق کوئی پیشگوئی نہیں ہے اور نہ مرنے کے بعد کی زندگی پر کوئی تسلی بخش روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور بائیبل پیشگوئیوں سے بھری پڑی ہے اور بائیبل ہی دونوں زندگیوں کا معقول حل پیش کرتی ہے"۔

اس تقریر کے دوران خاکسار ان کے قریب ہی ان کے امریکن رپورٹر کے ساتھ بیٹھا ہوا یہ سن رہا تھا۔ میں نے اسی وقت ان کے پریس رپورٹر سے کہا کہ آپ کے بلی گراہم قرآن کریم کے متعلق صریح غلط بیانی کر رہے ہیں۔ اور گویا مسلمانوں کو چیلنج دے رہے ہیں۔ میں پبلک میں یہ ثابت کرنے کو تیار ہوں کہ قرآن کریم میں بائیبل سے کئی گنا زیادہ سچی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اور احوال آخرت کے متعلق بھی جو معقول ترین شواہد و نظریات قرآن کریم نے بیان کئے ہیں۔ بائیبل میں ان کا عشر عشیر بھی پایا نہیں جاتا۔ چونکہ وہ پریس رپورٹر پہلے ہی مجھ سے اچھی طرح واقف اور بے تکلف تھے کہنے لگے بہتر ہے آپ تقریر کے بعد ڈاکٹر گراہم سے گفتگو کریں۔ چنانچہ تقریر کے معاً بعد ہم دونوں ڈاکٹر گراہم سے ملے۔ لائبیریا کے پریزیڈنٹ ڈاکٹر ولیم ٹب مین جو جلسہ کی صدارت کر رہے تھے اور خود بھی پادری ہیں وہ بھی وہیں

تھے میں نے ڈاکٹر گراہم سے اپنا تعارف خود ہی کرانے کے بعد ان سے کہا کہ آپ نے قرآن کریم کے متعلق ابھی ابھی جو دعویٰ کیا ہے وہ صریح غلط ہے۔ اور آپ مجھے وقت دیں۔ آپ جب چاہیں میں یہ ثابت کرنے کو تیار ہوں کہ قرآن کریم دنیا کے مستقبل کے متعلق پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے۔ جن میں سے بیشمار پوری بھی ہو چکی ہیں۔ اسی طرح میں ثابت کروں گا کہ آخرت کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم اور Conception بائیبل کے بیانات سے بہت زیادہ معقول اور اکمل ہے

## ناشتہ کی دعوت

اس پر انہوں نے اصل بات کا جواب دینے کی بجائے میری بات کو ٹالنے کی غرض سے اِدھر اُدھر کے سوال کرنے شروع کر دیئے کہ افریقہ کے تبلیغی میدان میں آپ کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے میں نے کہا تقریباً ۲۲ سال سے مغربی افریقہ میں اسلام کی خدمت کر رہا ہوں۔ اس پر کہنے لگے میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں اور اپنے مذہب کے لئے آپ کی قربانی کی قدر کرتا ہوں بلکہ مجھے آپ پر رشک آتا ہے کیونکہ میری سالہا سال سے یہ خواہش رہی ہے کہ افریقہ میں مستقل طور پر رہ کر مسیح کا پیغام ان لوگوں کو پہنچاؤں اور ان کی پسماندگی دور کرنے میں اپنی ساری زندگی صرف کر دوں۔ مگر میری یہ خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ میں نے پھر یاد دلایا کہ میری بات کا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ چونکہ پریزیڈنٹ ٹب مین کار میں ان کا انتظار کر رہے تھے اور ہم باہر کھڑے تھے۔ ڈاکٹر گراہم نے پھر جلدی سے کار میں بیٹھتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ اگر ممکن ہو تو آپ کل ہماری قیام گاہ پر ہمارے ساتھ ناشتہ کریں۔ وہاں پر پھر آپ سے بات کریں گے۔ کیونکہ اب وقت نہیں ہے۔ اور میں لائبیریا سے جلدی جا رہا ہوں

اسی دوران میں نے رات کو ان کے نام ایک تبلیغی چٹھی تیار کی۔ جس میں انہیں اسلام قبول کرنے اور قرآن کریم کا دوبارہ سچے دل سے مطالعہ کرنے کی تحریک بھی کی۔ نیز عیسائیت کے موجودہ عقائد کا بطلان ظاہر کر کے آخر میں اسلام اور عیسائیت کی تعلیم پر مناظرہ کا چیلنج بھی دیا۔ چنانچہ اگلے روز حسب وعدہ صبح ۸ بجے گورنمنٹ ہاؤس میں ان کی قیام گاہ پر پہنچ گیا ناشتہ کی میز پر ڈاکٹر گراہم کے علاوہ ان کے سیکرٹری اور آٹھ امریکن پادری جوان کے ساتھ ہی آئے تھے موجود تھے۔ میں نے بیٹھتے ہی

انہیں ٹائپ شدہ کھلی چٹھی کے ساتھ قرآن کریم انگریزی، ٹیچنگ آف اسلام، اسلامی اصول کی فلاسفی (?) اور دیگر پمفلٹ وغیرہ انہیں تحفۃً پیش کئے جو انہوں نے بخوشی اور شکریہ کے ساتھ قبول کئے۔ میں نے پھر چند منٹ کی خاموشی کے بعد جب ان میں سے کوئی بھی ترڑ نا (?) نہیں چاہتا تھا۔ ڈاکٹر گراہم کو مخاطب کر کے انہیں یاد دلایا۔ کہ آپ نے قرآن کریم کے متعلق کل غلط بیانی کی تھی۔ اور میں نے آپ سے وقت مانگا تھا۔ اب کیا صورت ہے۔ میرے خیال میں آپ نے پبلک میں ایسا مغالطہ آمیز اور سچائی سے عاری بیان دے کر نہایت بے انصافی سے کام لیا ہے خصوصاً جبکہ ہمیں جواب کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ قرآن کریم میرے پاس ہے۔ میں قرآن کریم سے آپ کے اس غلط دعوے کا بطلان ثابت کرنا چاہتا ہوں آپ وقت مقرر کریں۔ یا اگر ابھی وقت فرصت ہو تو ناشتہ کے بعد ہی گفتگو ہو جائے۔ نیز مجھے عیسائیت کے متعلق بھی آپ سے کچھ سوالات ایسے کرنے ہیں۔ جن کا تعلق آپ کی گزشتہ رات والی تقریر سے ہے۔ مثلاً یہ کہ آپ جو مسیح کو خدا مانتے اور اس عقیدے کی تبلیغ کرتے ہیں تو کیا اس کا یہ خدائی دعوے اس کے اپنے الفاظ میں بائیبل میں کہیں موجود ہے؟

مگر افسوس صد افسوس کہ میری یہ باتیں سننے کے چند منٹ بعد ہی وہ ناشتہ مکمل کئے بغیر ہی اچانک اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مجھ سے معذرت کر دی کہ افسوس پہلے ہی مقرر شدہ پروگرام کی وجہ سے میرے پاس اب بالکل وقت نہیں ہے۔ اور اس وقت بھی مجھے ایک نہایت ضروری کام ہے۔ اس لئے آپ کے ساتھ زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ اور پھر اپنے سیکرٹری سے میرا تعارف کرا کے یہ کہتے ہوئے اوپر اپنے کمرے میں چلے گئے کہ یہ میرے سیکرٹری میری طرف سے ہر طرح آپ کی تسلی کر دیں گے۔ آپ ان سے بات کریں۔ میرے ساتھ ایک احمدی افریقن بھائی بھی تھے۔ وہ بھی ڈاکٹر بلی گراہم کا یہ رویہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کہ کس طرح انہوں نے گریز کی راہ اختیار کی ہے

## مسیح صرف ابن مریم

ڈاکٹر گراہم کے چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ پھر ان کے سیکرٹری صاحب سے گفتگو ہوئی قرآن کریم کی پیشگوئیوں پر تو انہوں نے بات کرنا پسند ہی نہ کیا۔ حالانکہ اصل بات زیر بحث یہی تھی۔ بلکہ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میں نے قرآن کریم چونکہ پڑھا ہی نہیں اس لئے اس بات پر

گفتگو نہیں کر سکتا۔ دوسرے سوال کے متعلق کہنے لگے کہ مسیح نے انجیل میں واضح الفاظ میں خود کہا ہے کہ میں اور میرا باپ ایک ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود ہی خدا تھے۔ میں نے کہا اس نے یہ بھی تو کہا ہے کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے اور کہ میں اپنے طور پر کوئی معجزہ وغیرہ دکھانے کی طاقت نہیں رکھتا بلکہ میرے سب کام صرف خدا کی مدد سے ہوتے ہیں۔ خدا تو ہر بات پر قادر ہوتا ہے اگر وہ خود ہی خدا ہوتے تو یہ نہ کہتے۔ پھر انہوں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ میری سچی پیروی کرنے والے حواری بھی باپ میں ایک ہو سکتے ہیں۔ کہنے لگے۔ ہم مسیح کی دو شخصیتیں مانتے ہیں یہ باتیں انہوں نے انسان ہونے کی حیثیت سے کہی تھیں اس پر میں نے کہا۔ تو پھر یہ امتیاز کیا ہے کہ کونسی بات اس نے خدا ہونے کے لحاظ سے کہی ہے اور کونسی بات انسان ہونے کے لحاظ سے۔ میرا تو دعویٰ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو ابن آدم ہی سمجھتے رہے۔ اور ابن آدم ہی کہتے رہے۔ چنانچہ انجیل میں انہوں نے ابن آدم کے الفاظ اپنے لئے ۸۳ دفعہ استعمال کئے ہیں۔ مگر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا انہوں نے خود اپنے آپ کو کبھی بھی نہیں کہا۔ کہنے لگے دیکھیں انجیل میں لکھا ہے۔

" ابتداء میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھ تھا اور کلمہ خدا تھا"

مسیح ہی وہ کلمہ تھا جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ لہٰذا وہ خدا تھا اور خدا ہے۔

میں نے کہا اول تو یہ کلام ہی مبہم ہے جس کا آج تک خود عیسائی بھی مطلب نہیں سمجھ سکے اور کئی کتابیں اس کی وضاحت پر لکھ ماری ہیں۔ بعض نے اس آیت کو الحاقی قرار دیا ہے۔

دوم اگر یہ الحاق نہ بھی ہو اس میں مسیح کا ذکر ہی نہیں اور نہ ہی یہ کلام مسیح کا اپنا ہے یہ تو یوحنا کا کلام ہے۔ مجھے کوئی ایسی آیت دکھا دیں جہاں خود مسیح نے کہا ہو کہ میں خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا ہوں میرا دعوے یہ ہے کہ مسیح نے کہیں بھی نہیں کہا کہ میں خدا ہوں یا خدا کا تیسرا حصہ ہوں بلکہ ہمیشہ خدا ہونے سے انکار کیا ہے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا بندہ ظاہر کیا ہے۔

اس پر بھی سیکرٹری صاحب سب پادری مسکراتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور معذرت کرنے لگے کہ اب ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ پروگرام کے مطابق اب ہمیں فلاں فلاں جگہ جانا ہے اس لئے ناچار انہیں رخصت کر کے ہم ان لوگوں کی گمراہی اور گمراہ کن پروپیگنڈہ پر افسوس کرتے ہوئے وہاں سے واپس لوٹ آئے۔

**درخواست دعا** خاکسار آجکل بہت مالی پریشانی میں مبتلا ہے۔ گھر میں زچگی ہونے والی ہے لیڈی ڈاکٹر کا مشورہ ہے کہ ہسپتال میں بیوی کو داخل کرا کر وضع حمل کرایا جائے۔ بزرگان جماعت احمدیہ و احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ میری پریشانی کی دوری اور صالح عمر دراز کی والی نرینہ اولاد (?) عطا ہونے کیلئے

# ایک مراسلہ — ایک تصحیح

محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیری مرحوم کی وفات پر جو نوٹ بدر مورخہ ۹/۸/۶۲ء میں صفحہ اول پر شائع ہوا تھا۔ اس بارہ میں محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی مقیم کراچی نے جو مراسلہ ارسال فرمایا ہے۔ اسے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ دراصل مضمون لکھتے وقت میرے ذہن میں آندھرا سے مراد سابق حیدرآباد ہی تھا۔ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو لکھا گیا تھا کہ وہ علاقہ آندھرا میں جماعت احمدیہ کے بانی تھے۔ وہ دراصل ان معنوں میں نہ تھا جن میں محترم مراسلہ نگار نے سمجھا ہے۔ لیکن چونکہ ایسا لکھنے سے غلط فہمی کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسا کہنا درست ہوگا کہ حضرت شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ علاقہ دکن میں جماعت احمدیہ کے بانیوں میں سے ایک تھے۔ جیسا کہ محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ یادگیر۔ چنتہ کنٹہ۔ تیماپور۔ وڈمان۔ انکور وغیرہ کی جماعتیں مرحوم کے نیک نمونہ اور حسن عمل کے نتیجہ میں قائم ہوئیں — (نائب ایڈیٹر)

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر قادیان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے اخبار مورخہ ۹ اگست ۱۹۶۲ء میں ادارہ کی جانب سے میرے چچا زاد بھائی محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیری کی وفات پر جو نوٹ سپرد قلم کیا گیا ہے اس کے لئے میں بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں۔ مرحوم ایک صحابی کے لڑکے اور الولد سرٌ لابیہ کے مصداق صفات حمیدہ کے حامل تھے جن کی طرف آپ نے اپنے نوٹ میں بجا طور پر اشارہ فرمایا ہے۔ بعد کے پرچے میں مرحوم کے بھانجے عزیزم نعمت اللہ غوری صاحب انور نے اور زیادہ وضاحت کے ساتھ مرحوم کی صفات حسنہ کا ذکر کیا ہے۔ اگر عمر نے وفا کی اور صحت نے اجازت دی تو میں بھی کسی موقعہ پر ان کی صفات ذاتیہ سے متعلق اپنے کچھ جذبات عقیدت و محبت کا ہدیہ پیش کرنے کے قابل ہو سکوں گا۔ اس وقت آپ کے نوٹ کے ایک تسامح کی تصحیح پیش نظر ہے

حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی اور سلسلہ کے بہت بڑے مورخ تھے سلسلہ کی تاریخ میں ان کا مقام بہت بلند ہے ان کا قیام سکندرآباد میں (جو شہر حیدرآباد سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) غالباً ۱۹۱۰ء سے بجز درمیانی دو تین مختصر وقفوں کے ان کی وفات تک جو ۱۹۵۷ء میں شہر حیدرآباد میں ہوئی رہا ہے۔ اس سارے طویل زمانہ میں مجھے ان کی خدمت میں حاضری دینے کی سعادت حاصل رہی۔ وہ اپنی صحبت میں جہاں سلسلہ کی تاریخ کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے رہتے اس امر پر خاص زور دیا کرتے تھے کہ موجودہ نسل کی یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ واقعات کو صحیح رنگ میں پیش کرے تاکہ آئندہ کے مورخ کو سلسلہ کی تاریخ مرتب کرنے میں صحیح مواد مل سکے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اخبار الفضل میں کسی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے ایک واقعہ کا ذکر کیا جس کی تفصیل میں کچھ غلطی تھی اور اسی طرح کسی اور صاحب نے کسی واقعہ کی تاریخ میں

جسینے کی غلطی کی تھی۔ تو حضرت عرفانی صاحبؓ نے ان ہر دو غلطیوں کی تصحیح اخبار کے ذریعہ ضروری سمجھی اور اس مضمون میں بھی واقعات کو صحیح رنگ میں پیش کئے جانے کی اہمیت پر زور دیا تھا۔

آپ نے محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب مرحوم کے والد حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ یادگیری کی فدائیت اور ان کی قربانیوں کا جو ذکر کیا ہے وہ لفظ بلفظ صحیح ہے۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب نے "اصحاب احمد" میں ان کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ نیز میں عزیزم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل نے ایک مستقل تصنیف ان کی زندگی پر "حیات حسن" کے نام سے مرتب کر کے شائع کی ہے۔ جس کا ایک حصہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی کے قلم سے ہے۔ لیکن آپ کا یہ بیان واقعات کے مطابق نہیں ہے کہ جنوبی ہند کے علاقہ آندھرا میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت شیخ حسن صاحب یادگیری تھے۔

حضرت شیخ حسنؓ صاحب کے زمانہ میں آندھرا اسٹیٹ کا وجود ہی نہ تھا۔ غالباً ۱۹۳۵ء میں مہرشی پوٹی سری راملو کے فاقے اور فاقہ زدگی کی حالت میں ان کی وفات سے پیدا شدہ حالات کے نتیجہ میں مدراس اسٹیٹ کی تقسیم کے ذریعہ اس کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۵۶ء میں سابق ریاست حیدرآباد کے تین حصے کر دیئے گئے اور ان حصوں کا الحاق دوسرے متصلہ اسٹیٹوں (States) کے ساتھ کیا گیا۔ اس طرح وہ علاقہ جس میں یادگیر واقع ہے اور حضرت شیخ حسنؓ صاحب جہاں کے باشندے تھے اس کا الحاق آندھرا اسٹیٹ سے نہیں بلکہ میسور اسٹیٹ سے کیا گیا۔ تقسیم شدہ ان تینوں حصوں کی احمدیت کی تاریخ دراصل سابق ریاست حیدرآباد کے علاقہ کی تاریخ ہے۔

سابق ریاست حیدرآباد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اور آپؑ کا کلام آپؑ کے دعوئ ماموریت سے پہلے

پہنچ چکا اور آپؑ کے ارادتمندوں کا ایک حلقہ پیدا ہو چکا تھا۔ آپؑ نے جب براہین احمدیہ کی اشاعت کا اعلان فرمایا تو اس حلقے کے بعض معزز اصحاب نے اس زمانہ کے صدر المہام (پرائم منسٹر) سر وقار الامراء نواب اقبال الدولہ بہادر کی خدمت میں تحریک کی کہ وہ بھی اسلام کی تائید میں شائع ہونے والی اس کتاب کی اشاعت میں مالی حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ چنانچہ اس تحریک پر نواب صاحب موصوف نے مناسب ہدیہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے خود براہین احمدیہ میں بطور تشکر فرمایا ہے (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۲۷۹) حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدت مندوں کا یہ حلقہ وسیع تر ہوتا گیا اور آپؑ کے دعوئ ماموریت کے نہایت ابتدائی زمانہ میں بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔ ان میں نمایاں شخصیتیں مولوی ظہور علی صاحب وکیل۔ نواب سید محمد صاحب رضوی (جو اس زمانہ کے چوٹی کے وکلاء میں سے تھے) مولوی ابوالحمید صاحب آزاد ڈسٹرکٹ جج اور سید مردان علی صاحب اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل حکومت حیدرآباد تھے۔ یہاں اس امر کا ذکر معلومات افزا ہوگا کہ کل ہند شہرت کے مالک حکیم حاذق نابینا صاحب اور ان سے بڑی شہرت کے مالک اور سیاسی رہنما ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری سابق صدر آل انڈیا کانگرس۔ یہ ہر دو بھائی مولوی ابوالحمید صاحب آزاد کے برادران نسبتی تھے۔ ان میں سے ڈاکٹر انصاری کی پرورش ان کے بچپن سے مولوی ابوالحمید صاحب نے کی تھی۔ جن کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ متذکرہ بالا چار اصحاب میں سے تین[1] کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے

اپنے ۳۱۳ اصحاب والی فہرست میں شامل فرمایا ہے اس سے بھی ان حضرات کی قدامت۔ مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا اصحاب اور دیگر حضرات کی تبلیغی کوششوں سے جماعت کی آہستہ آہستہ توسیع و ترقی ہونے لگی۔ جو حضرات ان کے زیر تبلیغ رہے ان میں نمایاں شخصیت حضرت میر محمد سعید صاحب کی تھی جو صاحب طریقت و ارادت بھی تھے اور جن کے مریدوں کا ایک بڑا حلقہ تھا ان کی تبدیلیت احمدیت کے بعد ان کے نیک نمونے۔ پاک سیرت اور انتھک کوششوں کی وجہ سے جماعت کی سرعت سے ترقی ہونے لگی۔ اور اس کا دائرہ اثر شہر حیدرآباد سے بھی باہر وسیع ہونے لگا چنانچہ حضرت میر محمد سعید صاحب کی تبلیغ کے نتیجہ میں حضرت شیخ حسن صاحبؓ نے جو یادگیر (ضلع گلبرگہ) کے رہنے والے تھے بیسویں صدی کے آغاز میں بیعت کی۔ اس ضلع کے وہ پہلے احمدی تھے حضرت شیخ حسن صاحبؓ کی تبلیغ اور نیک نمونے اور حسن عمل کے نتیجہ میں یادگیر۔ چنتہ کنٹہ۔ تیماپور۔ وڈمان۔ انکور وغیرہ کی جماعتیں قائم ہوئیں۔

آخر میں ضمناً ایک اور امر کی طرف اشارہ کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔ وہ یہ کہ سابق ریاست حیدرآباد کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کے نہایت ابتدائی دور میں جہاں غریب اور متوسط طبقہ کے لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی وہاں ایسے حضرات کو بھی سلسلہ سے وابستگی کی سعادت حاصل ہوئی۔ جو حکومت اور سوسائیٹی میں اونچا مقام رکھتے تھے۔ بعد کے سالوں میں یہ امتیاز اور افتخار اور زیادہ نمایاں ہوتا گیا اور اس جماعت میں صاحبان علم کے علاوہ اعلیٰ حکام۔ چوٹی کے صنعت کار اور بڑے تاجر وغیرہ حلقہ بگوش احمدیت ہوئے اور ایسے لوگ بھی جنہوں نے ملک کی سیاست میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

فقط
۲۴ اگست ۱۹۶۲ء
ناظم آباد کراچی ۲/۲۴ د ۲
والسلام
محمد اعظم

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں جہاں ۳۱۳ صحابہ کے اسماء رقم فرمائے ہیں نمبر ۸۳ پر مولوی ابوالحمید صاحب دکن نمبر ۱۶۳ پر مولوی سید رحسن صاحب دکن نمبر ۲۲۳ پر مولوی محمد رضوی صاحب دکن کے اسماء درج ہیں (مبرز)

## آپ کا فرض

اگر آپ تحریک جدید کے مجاہد نہیں تو آج ہی سے دوسرے مخلصین کی امداد سے بقایوں کی وصولی پر لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت آپکے اور آپکے خاندان کے شامل حال ہو (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

# درویش فنڈ

## "ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضروریات کا خیال رکھے"

(از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احباب جماعت کو بخوبی علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت فسادات ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کے "مقدس اور دائمی مرکز قادیان" سے بھی اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنا پڑی اور صرف ۳۱۳ درویش خدمت دین اور حفاظت مرکز اور دیار حبیب کو آباد رکھنے کے جذبہ کے ماتحت قادیان میں ٹھہرے رہے اور انتہائی تنگی و مالی مشکلات کے باوجود قادیان میں سکونت پذیر رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کے تحت کہ تجرد کی زندگی کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں درویشوں کی ہندوستان میں شادیاں کرائی گئیں۔ تعمیل ارشاد اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشوں اور ان کے اہل و عیال کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی ہے اور یہ امر قادیان کی آبادی کا باعث ہوا ہے۔

ان درویشوں کے لئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں۔ جس سے کہ درویش اپنے اخراجات خود پیدا کر سکتے سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی تمام درویشوں کی جملہ ضروریات (قیام، طعام، لباس، علاج وغیرہ) کا سب بار صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اور چندہ جات کی آمد کے مقابل پر اخراجات بہت زیادہ کرنے پڑ رہے ہیں۔ بدیں وجہ صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ آمد و خرچ غیر متوازن چلا آ رہا ہے۔

چنانچہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درویشوں کی ضروریات اور صدر انجمن احمدیہ کی مالی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعت کو اس طرف خاص طور پر توجہ دینے کی ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

**بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں۔ ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے۔ اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھجوا دے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں۔ بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں۔ وہ یہ خیال کریں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے۔ اپنے بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھلانا انسان کا فرض ہے اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے۔ اور وہ فرض کی ادائیگی کے لئے غلہ دے رہے ہیں۔**

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں تحریک "درویش فنڈ" کا اجراء کیا گیا تھا۔ تحریک کے ابتدائی دو تین سالوں میں مخلصین جماعت نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن کچھ عرصہ سے اس مد کی آمد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں اضافہ کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔

در اصل قادیان کو آباد رکھنے میں عملی مدد دینا ہر احمدی کا فرض ہے خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں ہی کیوں نہ رہتا ہو۔ مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام ان کے اپنے ملک میں واقع ہے۔ ان کی ذمہ داریاں دوسروں کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں پس ہندوستان میں رہنے والے احمدی احباب کا فرض ہے کہ وہ قادیان کی آبادی کے پیش نظر قادیان میں مقیم درویش بھائیوں کی مدد کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے انہیں مالی تنگی کی وجہ سے ذہنی کوفتوں اور پریشانیوں سے دوچار نہ ہونے دیں۔

یہ درست ہے کہ احباب جماعت اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے "درویش فنڈ" میں کافی حد تک دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ مگر کچھ عرصہ سے اس مد کی آمد میں غیر معمولی کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس لئے میں مخلصین جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں اس مد یعنی "درویش فنڈ" کی بابرکت تحریک میں بدستور حصہ لے کر اس مالی مرکزی خدمت کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث بنیں۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کے ساتھ ہو اور ہر وہ جانب جماعتی مشکلات کو اپنے فضل سے دور فرمائے۔ آمین

یا ارحم الراحمین۔

خاکسار:-

**ناظر بیت المال قادیان**

# خبریں

نئی دہلی ۷ ستمبر۔ پارلیمنٹ کا موسم برسات کا چار ہفتہ کا سیشن آج شروع ہو گیا۔ اور لوک سبھا میں پہلے ہی روز شاستری وزارت کے خلاف تحریک عدم اعتماد داخل کر دی گئی اس پر منگل کو بحث شروع ہو گی۔ جبکہ غذائی مسئلہ پر بحث ختم ہو گئی۔ تحریک عدم اعتماد پر سوتنتر پارٹی کو چھوڑ کر باقی سبھی اپوزیشن پارٹیوں کے نمائندوں نے دستخط کئے ہیں۔ اور کچھ آزاد ممبروں نے بھی دستخط کئے ہیں۔ تحریک عدم اعتماد آزاد ممبر شری این ۔سی چٹرجی نے پیش کیا اس پر ۱۷۔ اپوزیشن ممبروں کے دستخط تھے۔ اور جب اسپیکر شری حکم سنگھ نے کہا جو ممبر تحریک عدم اعتماد کے حق میں ہیں کھڑے ہو جائیں تو پچاس سے زائد ممبروں نے اس کی حمایت کی اس طرح یہ تحریک برائے بحث منظور ہو گئی۔ تحریک عدم اعتماد صرف ایک فقرہ پر مشتمل ہے۔ اور اس میں کہا گیا ہے کہ یہ ہاؤس (شاستری) وزارت پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

نئی دہلی ۷ ستمبر۔ آج لوک سبھا میں سوالات کے وقفہ کے دوران میں بتایا گیا کہ اس سال یکم جون سے ۱۹ اگست تک یعنی ۳ ماہ میں پاکستان کی طرف سے جموں و کشمیر میں جنگ بندی کی خلاف ورزی کی ۴۹۴ وارداتیں ہوئیں۔ ان میں ۴۴ بھارتی باشندے ہلاک اور ۲۲ زخمی ہوئے۔ جائداد کے نقصان کی تفصیل نہیں ملی۔ شری اے۔ ایم۔ تھامس راجیہ منتری برائے دفاعی پیداوار نے بتایا کہ بھارت سرکار نے ان حملوں کی روک تھام کے لئے بہت سی کارروائیاں کی ہیں۔ اور پاکستان سے پروٹسٹ بھی کیا گیا ہے۔ چند ایک واردات سیکیورٹی کونسل کے نوٹس میں بھی لائی گئی ہیں۔

نئی دہلی ۷ ستمبر۔ آج لوک سبھا میں غذائی صورت حال پر بحث کے دوران ممبروں نے مطالبہ کیا کہ اناج کی قیمتیں کم کرنے کے لئے حکومت مؤثر کارروائی کرے۔ دائیں بازو کے کیمونسٹ گروپ کے لیڈر شری ایس۔ اے۔ ڈانگے۔ شری اجیت پرشاد جین (کانگرس) اور آزاد ممبر شری ایچ۔ این۔ مکرجی نے اناج کی ذخیرہ اندوزی کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ شری مکرجی نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے کمزوری دکھائی ہے اور پردھان منتری کی انکساری اور دوسرے کے خیال رکھنے کے رویہ کا ذخیرہ اندوزوں نے غلط فائدہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے اناج کی سرکاری تجارت شروع کرنے کا مطالبہ کیا شری مکرجی نے ذخیرہ اندوزوں اور بلیک مارکیٹ کی بیخ کنی کرنے کے لئے حکومت پر سخت نکتہ چینی کی۔

سری نگر ۷ ستمبر۔ شیخ عبد اللہ آج صبح بذریعہ ہوائی جہاز سری نگر سے دہلی روانہ ہو گئے۔ جہاں وہ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری اور دیگر نیتاؤں کے ساتھ بات چیت کا نیا دور شروع کریں گے۔

راولپنڈی ۷ ستمبر۔ بھارت کے سروودیہ لیڈر شری جے پرکاش نرائن نے صدر ایوب کے ساتھ دوبارہ ملاقات کی تھی۔ آج صبح ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ بھارت اور پاکستان کے تعلقات کے بارے میں بات چیت کے دوران میں صدر ایوب نے بڑے حوصلہ افزا اور ہمدردانہ رویہ کا اظہار کیا انہوں نے کہا صدر ایوب کے ساتھ ملاقات کے بعد میں اس بات کا قائل ہو گیا ہوں کہ بھارت اور پاکستان کے تمام بڑے بڑے جھگڑوں کا جن میں کشمیر کا جھگڑا بھی شامل ہے قابل عمل طریقہ تلاش کرنے کے حقیقی مواقع موجود ہیں۔ اور اب دونوں ملکوں کے تعلقات کو بہتر بنانے کے امکانات تاریک یا غیر یقینی نہیں ہیں آپ نے صدر ایوب کے رویہ کو تعمیری اور غیر معمولی طور پر دانشمندانہ قرار دیا۔ اور کہا بات چیت کے دوران میں مفید خیالات سامنے آئے ہیں۔ اور میں واپس دہلی لوٹنے کے بعد انکی روشنی میں کام کروں گا ان میں سے کچھ ایک بہت جلد نتیجہ خیز ثابت ہوں گے۔

نئی دہلی ۷ ستمبر: پردھان منتری شری شاستری نے بتایا ہے کہ انہوں نے شیخ عبد اللہ کے ساتھ کسی ٹھوس یا خاص معاملات پر بات چیت نہیں کی۔ شیخ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بھارت اور پاکستان میں فرقہ وارانہ مفاہمت ہو لی چاہیئے۔ اور کہ دونوں ملکوں کے اچھے تعلقات سے بھارت میں فرقہ وارانہ مفاہمت کو یقینی بنایا جا سکے گا۔ شری شاستری نے شیخ عبد اللہ کے ساتھ اپنی بات چیت کے متعلق یہ انکشافات کل شام کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کی میٹنگ میں کیا انہوں نے کہا کہ صدر ایوب کے ساتھ میری ملاقات دونوں ملکوں کے ہوم منسٹروں کی ایک دو کانفرنسیں منعقد ہونے کے بعد ہی ہو سکے گی۔ یہ حیرت کا مقام ہے کہ پاکستان کے صدر ایوب اور وہاں کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو کے بیانات میں تعمیری اور دوستانہ طریق رجوع کا فقدان ہے

کراچی ۷ ستمبر۔ باخبر پاکستانی ذرائع نے بتایا کہ بھارت پاکستان کے ہوم منسٹروں کی کانفرنس اس ماہ میں منعقد ہونے کا امکان نہیں کیونکہ پاکستان کے ہوم منسٹر ابھی تک پوری طرح شفایاب نہیں ہوئے اس سے پہلے یہ توقع کی جاتی تھی کہ دونوں ملکوں کے ہوم منسٹروں کی کانفرنس ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں منعقد ہو گی۔

کلکتہ ۷ ستمبر۔ انڈین شوگر ملز ایسوسی ایشن کے مطابق اس سال ۳۱ جولائی تک بھارت میں ۲۵۰۲۰۰۰ ٹن کھانڈ تیار ہوئی۔ جبکہ پچھلے سال اسی عرصہ میں ۲۰۹۸۰۰۰ ٹن کھانڈ تیار ہوئی تھی۔

نئی دہلی ۷ ستمبر۔ وزیر خارجہ مسٹر سورن سنگھ برما کا چار دن کا دورہ ختم کر کے واپس دہلی پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے کل شام رنگون سے کلکتہ روانہ ہونے سے پہلے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ میں نے برما سرکار کے ساتھ بھارتی باشندوں کے بیوپار کو سرکاری تحویل میں لئے جانے پر معاوضہ کی ادائیگی کے متعلق بات چیت کی ہے۔ برمی لیڈروں نے تسلیم کیا ہے کہ معاوضہ کی ادائیگی کا کام جلد پایہ تکمیل تک پہنچنا چاہیئے۔ نیشنلائزیشن کا اثر بھارتیوں کے علاوہ دوسرے باشندوں پر بھی پڑا ہے میں برمی سرکار کی مشکلات کو محسوس کرتا ہوں سردار سورن سنگھ نے مزید کہا کہ میں نے برمی راہنماؤں کے ساتھ بین الاقوامی امور اور دونوں ملکوں کے گھریلو معاملات کے متعلق بات چیت کی ہے۔ اس سے دونوں حکومتوں کو ایک دوسرے کی مشکلات کو محسوس کرنے میں مدد ملی ہے۔

کانپور ۶ ستمبر۔ غیر سرکاری اندازہ کے مطابق آجکل ضلع کانپور میں گرانی کی وجہ سے ۵ لاکھ کے قریب آبادی کو پیٹ بھر کر کھانا بھی مشکل سے مل رہا ہے۔ کئی لوگ ایک وقت چنے پھانک کر گذارہ کر رہے ہیں۔

# پروگرام دورہ

## مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال

### جماعتہائے احمدیہ بہار و یوپی از ۱۰/۹/۶۴ تا ۲۶/۹/۶۴

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ بہار و یوپی کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۱۰/۹/۶۴ تا ۲۶/۹/۶۴ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ عہدیداران کما حقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

| نمبر شمار | نام جماعت | تاریخ رسیدگی | قیام | تاریخ روانگی |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | کلکتہ | - | - | ۶۴-۹-۱۰ |
| ۲ | جمشید پور | ۶۴-۹-۱۱ | ۲ | ۱۲ - " - " |
| ۳ | رانچی | ۱۴ - " - " | ۱ | ۱۵ - " - " |
| ۴ | بھاگل پور | ۱۵ - " - " | ۱ | ۱۶ - " - " |
| ۵ | خان پور ملکی | ۱۷ - " - " | ۲ | ۱۹ - " - " |
| ۶ | بنارس | ۲۰ - " - " | ۱ | ۲۱ - " - " |
| ۷ | لکھنؤ | ۲۱ - " - " | ۱ ½ | ۲۲ - " - " |
| ۸ | شاہجہان پور | ۲۳ - " - " | ۱ ½ | ۲۵ - " - " |
| ۹ | قادیان | ۶۴-۹-۲۶ | - | - |